قومی زبان ہماری پہچان

روزمرہ گفتگو میں انگریزی الفاظ کا استعمال کیسے کم کیا جائے؟

www.tnupak, 03495059760

نفاذِ اُردو مئی ۲۰۲۳

تحریک نفاذ اردو پاکستان

www.tnupak, tnupak@gmail.com, 03495059760

ترجمہ

جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے، اُن کے اعمال کی مثال اُس راکھ کی سی ہے جسے ایک طوفانی دن کی آندھی نے اُڑا دیا ہو، وہ اپنے کیے کا کچھ بھی پھل نہ پا سکیں گے، یہی پرلے درجے کی گم گشتگی ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے آسمان وزمین کی تخلیق کو حق پر قائم کیا ہے، وہ چاہے تو تم لوگوں کو لے جائے اور ایک نئی خلقت تمہاری جگہ لے آئے۔ ایسا کرنا اُس پر کچھ بھی دشوار نہیں ہے۔

(ابراہیم،20-18)

اداریہ

قومی زبان لاوارث ہوتی جارہی ہے!

دستورِ پاکستان کے مطابق 13 اگست 1988 سے ملک کا نظام قومی زبان اردو میں چلایا جانا چاہیے تھا۔ حیرت ہے کہ کسی بھی حکمران نے نہ قائداعظمؒ کے فرامین کا لحاظ رکھا اور نہ دستورِ پاکستان پر عمل کیا۔ عوام نے حکمرانوں کی طرف سے مایوس ہو کر عدالت عظمیٰ کے دروازے پر دستک دی۔ عدالت عظمیٰ کے "معزز ججوں" نے تیرہ سال تک مقدمہ زیر التواء رکھا پھر خوش قسمتی سے 2015 میں اس وقت کے چیف جسٹس نے دفن شدہ مقدمات کو دوبارہ کھولنے کا حکم دیا تو قومی زبان کا مقدمہ جسٹس جواد ایس خواجہ کی سربراہی میں ایک تین رکنی بینچ کے سپرد ہوا۔ جس نے مختصر مدت میں 8 ستمبر 2015 کو تاریخ ساز فیصلہ دیا۔ امید کی جارہی تھی کہ اب حکمران اور نوکر شاہی دستور شکنی اور سینہ زوری سے باز آجائے گی لیکن وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے اور آج تک قومی زبان کو سرکاری زبان نہیں بننے دیا گیا۔ گزشتہ ماہ لاہور ہائی کورٹ نے بھی سپریم کورٹ کے فیصلے پر عمل درآمد کا حکم جاری کیا تھا لیکن کسی بھی ادارے کی طرف سے عدالتی حکم پر عمل درآمد کی کوئی پیش رفت دکھائی نہیں دی جارہی۔ پنجاب حکومت نے قومی زبان میں نصابی کتب کی اشاعت پر بھی پابندی عائد کر دی ہے۔

سپریم کورٹ کے چیف جسٹس صاحب کی عدالت میں بھی نفاذ قومی زبان کا ایک مقدمہ تین سالوں سے زیر سماعت ہے۔ جس پر کوئی قابل ذکر پیش رفت نہیں ہو رہی بلکہ ہر بار چند منٹ کی سماعت کے بعد مقدمہ داخل دفتر کیا جارہا ہے۔ نہ حکمران، نہ نوکر شاہی اور نہ اعلیٰ عدلیہ کے جج قومی زبان کو نفاذ کرنے پر تیار دکھائی دے رہے ہیں۔ حالانکہ قومی زبان تو تحریک پاکستان کی بنیاد بنی تھی اور تحریک پاکستان کے دوران قائداعظمؒ نے بارہا یہ واضح کیا تھا کہ پاکستان کی قومی اور سرکاری زبان اردو ہوگی۔ پاکستان پر قابض اشرافیہ قائداعظم کے خواب کو چکنا چور کرنے پر لگی ہوئی ہے۔ حد تو یہ ہے کہ پاکستان کی تمام سیاسی پارٹیوں (سوائے جماعت اسلامی، جمعیۃ العلمائے اسلام، جمعیۃ علمائے پاکستان اور تحریک لبیک) کا جماعتی نظام بھی انگریزی میں چلایا جارہا ہے۔ اس لیے ان انگریزی پرست جماعتوں سے نفاذ قومی زبان کی توقع رکھنا بھی عبث ہے۔

ہمارے سامنے عدالت عظمیٰ اور عوام کی عدالت ہی رہ گئی ہے کہ ہم قومی زبان کا مقدمہ ان دو عدالتوں میں لڑیں۔ یہ تو ممکن نہیں کہ ہم اپنے مطالبے سے دستبردار ہو جائیں۔ یہ اہل پاکستان کا بنیادی، دستوری اور قانونی حق ہے۔

عطا الرحمٰن

12۔ مئی 2023

حمد، اختر چیمہ سیالکوٹ

تو قادر مطلق ہے خداوند جہاں ہے

ہر ذرہ تری قدرت و عظمت کا نشاں ہے

اک بار حجابات نگاہوں سے ہٹادے

شہ رگ سے قریں ہو کے کیوں مجھ سے نہاں ہے

ہر ذرے کے باطن میں ترا لطف و کرم ہے

ہر سیپ کے موتی میں تری شان عیاں ہے

تو کن کے خزانوں کا ہے مالک مرے مولا

کیوں اپنے مقدر میں فقط رنج گراں ہے ؟

مدت سے یونہی منتظر چشم کرم ہوں

حسرت دل رنجور کی کب تجھ سے نہاں ہے

اے رب محمد! مری فریاد بھی سن لے

آفات وبلیات کی زد میں دل وجاں ہے

اک عمر سے آلام ومصائب کی ہے یورش

راحت ہے میسر نہ کوئی جائے اماں ہے

امید کا سورج نہ دلاسے کی کرن ہے

تاحد نظر موج حوادث کا دھواں ہے

بے جرم ہی ہر موج بلا ٹوٹ پڑی ہے

اب گردش ایام دل وجاں پہ گراں ہے

ساحل سے لگادے دل مضطر کا سفینہ

طوفان بلاخیز کی اب تاب کہاں ہے ؟

رمضان کی خوشبو۔ مسرت جبیں

جہاں پر تھی رحمتوں کی ردا

رمضان کی چار سو مہکی فضا

بھوک تھی پیاس تھی رہی نہ رغبت مشروب وغذا

رکوع و سجود تھے محبوب تھے قیام وفا

آنسوں میں بھیگی راتیں اور بس دعا

جہاں پر تھی رحمتوں کی ردا

مہک ہے اور آرہی ہے صدا

ان ربی قریب مجیب کی ندا

مایوس نہ ہو دل مضطرب

بس آجا اور چند آنسو بہا۔ بگڑے مقدر بدل دے گی اک حرف دعا

عرش پہ مسکراتا تھا رب

عطاء اور مغفرت کی تھی انتہا

معاف کرنا تیری شان ہے

بخش دے اور نظر کرم فرما

جبیں نے بھی دیا ہے دامن پھیلا

جہاں پر تھی رحمتوں کی ردا

رمضان کی چار سو مہکی فضا

اردو ہماری پہچان

آصف محمود

سینیٹ میں جناب سینیٹر مشتاق احمد خان نے نفاذ اردو کا مقدمہ اٹھایا تو دل کو کئی کہانیاں یاد سی آ کے رہ گئیں۔ سینیٹر مشتاق احمد خان کا تعلق کراچی سے نہیں ہے۔ وہ اردو سپیکنگ بھی نہیں ہیں۔ پھر وہ اردو کی بات کیوں کر رہے ہیں؟ آیئے اس سوال کا جواب پاکستان کی جغرافیائی اکائیوں کی تہذیبی شناخت میں ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ کہہ دینا کافی نہیں ہو گا کہ چونکہ اردو ہماری قومی زبان ہے اس لیے سینیٹر مشتاق احمد خان صاحب نے اس کے نفاذ کا مطالبہ کیا ہے۔ معاملہ اس سے بڑھ کر ہے اور اس مطالبے کا حوالہ محض سیاسی نہیں، تہذیبی اور ثقافتی بھی ہے۔

پروفیسر فتح محمد ملک صاحب کی کتاب 'اردو زبان، ہماری پہچان' میرے زیر مطالعہ ہے۔ اس میں اردو کے اسی تہذیبی حوالوں کا ذکر کیا گیا ہے جو میرے جیسے طالب علم کے لیے بالکل ایک نئی اور چونکا دینے والی بات ہے۔ لاہور میں 1909 ایک اخبار نکلتا تھا جس کا نام 'پیسہ' تھا۔ اس اخبار کے 26 فروری 1909 کے اداریئے کا عنوان تھا: پنجابی بخلاف اردو۔ اس اداریے کے چند نکات یہ ہیں:

1۔ پنجابی کو اردو کے مقابل کھڑا کرنے کی سوچ احمقانہ ہے۔

2۔ پنجاب کی مادری زبان اردو ہے۔

3۔ لہجے کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ اصلاً دونوں ایک ہی زبان کے روپ ہیں۔

اسی اخبار نے ایک اور اداریے 'اردو پنجابی' میں لکھا: "ایک پنجابی بچہ ہوش سنبھالتے ہی جو پہلے الفاظ منہ سے نکالتا ہے وہ خالص اردو کے ہوتے ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ تلفظ میں کہیں کہیں کسی قدر فرق ہوتا ہے۔ پنجابی بچہ جو پہلا لفظ 'اماں' منہ سے نکالتا ہے وہ اردو ہے۔ جب اسے دودھ پینے کی خواہش ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے 'اماں، دود'۔ صبح اٹھتا ہے اور اپنی پیاری ماں کو گہری نیند میں سویا ہوا پاتا ہے تو کہتا ہے: اماں اٹھو دن چڑھیا (چڑھا)، اماں روٹی کھانے اے (ہے)۔ اسی طرح اردو پنجابی کی یکسانیت کی بیسیوں اور سیکڑوں مثالیں پیش کی جاسکتی

ہیں۔ پس سادہ پنجابی جس میں بچہ ہوش سنبھالتے ہی بولنے لگتا ہے وہ اردو کے سوا کچھ بھی نہیں۔

پچیس مارچ 1906 کو اسی اخبار میں ایس ایم ڈین ناظر کا مضمون شائع ہوا اور انہوں نے لکھا: "اردو زبان دراصل منجھی ہوئی پنجابی زبان ہے مگر تھوڑی سی نفیس تبدیلی کے ساتھ ستعمال میں لائی گئی ہے"۔

یاد رہے کہ یہ اس زمانے کی بات ہے جب ابھی تحریک پاکستان شروع ہی نہیں ہوئی تھی۔ یہ پرانے وقتوں کے متحدہ ہندوستان کی بات ہے۔ اس زمانے میں اخبارات یہ کہہ رہے تھے کہ پنجابی اور اردو ایک ہی چیز ہے۔

یہ دعوی صرف پنجاب کا نہیں ہے۔ ہندکو کے بعض محققین کا بھی یہی دعوی ہے کہ اردو ان کے لیے اجنبی نہیں بلکہ ہندکو ہی کی ارتقائی شکل کا نام اردو ہے۔ خاطر غزنوی نے تو اس پر ایک کتاب بھی لکھ رکھی ہے جس کا عنوان ہے "اردو زبان کا ماخذ ہندکو۔ اس میں انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ دعوی محض جذباتی نہیں بلکہ لسانیات کے سائنسی نظریات کی روشنی میں تہذیبی سیاق وسباق میں انہوں نے بتایا ہے کہ کس طرح ہندکو زبان اردو کے قالب میں ڈھلی۔

ایسا ہی دعوی بلوچستان سے بھی ہوا ہے ڈاکٹر عبد الرزاق صابر نے اپنے تحقیقی مقالے میں بلوچستان کو اردو کا اصل مولد ثابت کیا ہے۔ مزید دلچسپ حقیقت یہ ہے کہ ایسا ہی دعوی سندھ کا بھی رہا ہے اور سید سلمان ندوی اور پیر حسام الدین راشدی سندھ کو اردو کی جنم بھومی قرار دیتے ہیں۔ شیخ ایاز کا کہنا ہے کہ "اردو پر ہمارا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا کسی اور پاکستانی کا"۔

یہ سارے حقائق بیان کرکے پروفیسر فتح محمد لکھتے ہیں کہ سندھ، بلوچستان، پنجاب، اباسین (کے پی اور شمالی علاقہ جات) اور کشمیر کے ماہرین لسانیات اردو کی پیدائش اور ابتدائی نشوونما اپنے اپنے فری گردوپیش میں دیکھتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ سید علی گیلانی اردو کو وظیفہ حیات قرار دیتے ہے۔

پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ اردو وہ زبان ہے جس نے اول صوفیائے کرام کے دل ودماغ میں پرورش پائی تھی اور صوفیاء کی وسیع المشربی اردو کے خمیر میں شامل ہے۔ نیا خیال ہو یا نیا لفظ اردو اسے اپنے اندر سمو لیتی ہے۔ برصغیر میں مسلمانوں کے طویل اقتدار میں برصغیر میں جو اسلامی کلچر وجود میں آیا اردو اس کی نمائندہ تھی۔

یہ اقتدار ختم ہوا تو ہندو احیائیت کے علمبرداروں نے انگریز کی سرپرستی میں اسلامی کلچر کو مٹانے کی کوشش شروع کی تو اردو بھی اس کا نشانہ بنی۔ چنانچہ نہ صرف گاندھی نے اردو کو مسلمانوں کی زبان کہا بلکہ آریا بھاشا کے نام سے

ایک متبادل زبان متعارف کرانے کی کوشش کی گئی تا کہ اس متبادل زبان کے بعد اردو اپنی شناخت کھو بیٹھے۔

وہ زبان جو ہمارے اپنے خطے سے پھوٹی، جس کا تعلق یہاں سے ہے، جس کے لہجے مقامی ہیں، جسے ہر ایک سمجھتا ہے، المیہ یہ ہے کہ ہم نے اس زبان کو اجنبی بنا ڈالا ہے اور ہم انگریزی میں گفتگو فرمانا باعث فخر سمجھتے ہیں۔ آج بھی جب میں یہ سطور لکھ رہا ہوں ملک کی سب سے بڑی عدالت میں ایک اہم مقدمے کی سماعت ہو رہی ہے اور 'انگریزیاں' ماری جا رہی ہیں۔ اپنی زبان میں ہم اپنے مقدمات بھی پیش نہیں کر پاتے۔ کیا احساس کمتری کی کوئی شکل اس سے بے ہودہ بھی ہو سکتی ہے۔

چین کے وزیر اعظم چو این لائی پاکستان آئے تو راولپنڈی میں ایک پریس کانفرنس کی۔ یہ کانفرنس چینی زبان میں تھی۔ ان کا مترجم اس کا انگریزی ترجمہ کر رہا تھا۔ اس نے ایک دو الفاظ کا ترجمہ درست نہ کیا تو انہوں نے رک کر مترجم کی غلطی کی چینی زبان میں اصلاح کر دی۔ میترجم نے معذرت کرتے ہوئے وہ بات درست انداز سے دوبارہ بیان کر دی۔ پاکستان ٹائمز کے صحافی جے ایچ برکی نے بعد میں معزز مہمان سے پوچھا کہ آپ کو انگریزی پر ایسی شاندار گرفت ہے تو آپ نے چینی زبان میں کیوں بات کی۔ چو این لائی نے مسکرا کر کہا کیونکہ ہم گونگے نہیں اور ہماری اپنی زبان شاندار ہے۔

سینیٹ میں جب سینیٹر مشتاق احمد خان صاحب نے یہی نکتہ اٹھایا تو مجھے پروفیسر فتح محمد ملک اردو زبان، ہماری پہچان یاد آ گئی۔ یہ دونوں شخصیات ہمیں یاد دلاتی پھر رہی ہیں کہ ہم گونگے نہیں ہیں اور ہماری ایک اپنی زبان ہے جو یہاں کی تہذیب سے پھوٹی ہے۔

ہمارے آئین نے قرار دے رکھا ہے کہ اردو ہماری قومی زبان ہے اور اسے دفتری زبان بنانے کے لیے پندرہ سال کی مدت دی گئی تھی۔ یہ مدت ختم ہوئے بھی تین عشروں سے زیادہ کی مدت گزر چکی لیکن کسی کا آئین خطرے میں نہیں پڑا نہ ہی آئین نے کسی دروازے پر جا کر دستک دی کہ میں خطرے میں ہوں، مجھے بچا لیا جائے۔ یہاں آئین کی عملداری، اس کی شرح اور اس کی حساسیت ہر ایک کا تعلق سیاسی اشرافیہ سے ہے۔ حقیقی مسائل کی یہاں وہی حیثیت ہے جو عوام کی ہے۔

روز مرہ گفتگو میں انگریزی کے الفاظ کیسے کم کیے جا سکتے ہیں

آن لائن سروے میں قارئین کا اظہار خیال

ہماری روز مرہ گفتگو میں انگریزی کے الٹے سیدھے الفاظ استعمال کرنے کا رواج پڑتا جا رہا ہے۔ اس رجحان سے ہماری زبان کے بہت سارے الفاظ متروک ہوتے جا رہے ہیں، جیسے اردو ہندسے اور گنتی شاید ہی کسی نوجوان کی دسترس میں ہو۔ اس غلط روی کو روکنے کے لیے آن لائن مکالمے کا اہتمام کیا گیا تھا، جس میں احباب نے گراں قدر تجاویز دی ہیں جو نذرِ قارئین کی جا رہی ہیں۔

فرخندہ شمیم، اسلام آباد: بلاشبہ نفاذ اردو عملی اقدامات کئے بغیر ممکن نہیں۔ ریاست اور عدلیہ کی اس ضمن میں ذمہ داریاں از بس ناگزیر ہیں۔ تاہم زندہ معاشرے تمام فرائض ریاست پر نہیں چھوڑ دیتے بلکہ اندھیروں کو مٹانے کے لیے اپنے حصے کی شمع پہلے جلاتے ہیں۔ وطن میں قومی زبان کے نفاذ اور ترویج کی پاکستانی گھروں سے ابتدا ہونی چاہئے۔

ہمارے ہاں متوسط، قدرے جدید یا بہت جدید، تینوں طبقات میں کسی نہ کسی شکل میں انگریزی زبان کا استعمال موجود ہے۔ کچھ خاندان اگر اپنے بچوں کے ساتھ مکمل انگریزی جملہ بولتے ہیں تو بعض گلابی انگریزی میں بچوں سے بات کرنا فخر سمجھتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ والدین اپنے بچوں سے اردو انگریزی اختلاط میں یوں گفتگو کرتے ہیں:۔

"بیٹا! کولڈ فلور پہ مت جاو۔" "ہینڈ واش کر لو۔" "یہ بریڈ کھا لو۔" "جلدی جلدی ٹراوزر wear کرو۔" "بریک فاسٹ، لنچ، ڈنر کر لو۔"

یہ عام طور پر استعمال ہونے والے انگریزی کے الفاظ ہیں۔ شکریہ کا لفظ سکھانے کی بجائے تھینکس اور ویل کم کا خوب چلن ہے۔ کتاب کی جگہ بکس، کھانے کی جگہ فوڈز وغیرہ۔ اس طرح ہم اپنے ہی گھر اور اپنے ہی وطن میں اپنے بچوں کو اجنبی بنا رہے ہیں جنہیں اپنی زبان، رہن سہن اور ثقافت سے واقفیت نہیں ہے۔

آج ہمارے عجیب و غریب اور دوغلے معاشرے میں دین سکھانا دقیانوسیت سمجھا جاتا ہے اور انگریزی اطوار کو فخریہ طور پر گھروں

میں رواج دیا جارہا ہے۔ جاپانی معاشرہ گلیوں اور بازاروں میں تشہیری مواد اپنی زبان میں چسپاں کرتا ہے اور انگریزی میں لکھے پوسٹرز کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ دیکھیے! علم اور تعلیم خواہ کسی زبان میں حاصل ہو، دل مسلمان اور زبان قومی ہونی چاہیئے، یہی پاکستان کی پہچان ہے۔

فوزیہ جاوید کراچی: جب تک یہ سوچ نہیں بدل سکتی کہ انگریزی کے بغیر ہم ترقی نہیں کرسکتے اور انگریزی بولنا قابلیت ہے۔ چین، ایران اور بھی بہت سے ممالک ہیں جو صرف اپنی قومی زبان کو اہمیت دیتے ہیں۔

نوید ریاض: بہت آسان ہے۔ توجہ دینا چھوڑ دیں انگریزی پر خود بخود ختم ہو جائیگی۔ کیونکہ جس چیز پر توجہ نہ دی جائے وہ خود بخود وجود کھو دیا کرتی ہے۔ بس اپنی زبان کو اہمیت دیں۔

سردار حلیم خان، پونچھ: روزمرہ الفاظ سے کچھ فرق نہیں پڑتا یہ ہر زبان میں ہوتا ہے، اصل مسئلہ یہ ہے کہ اردو دفتری اور عدالتی نصابی اور تدریسی زبان بنے۔

ارشد علی: ہمیں چاہئے کہ جیسے ہم اپنی زندگی کے تمام کام خود بڑے ہوش میں رہ کرتے ہیں ویسے ہم تھوڑی سی توجہ کے ساتھ بات چیت کریں گے تو اپنی زبان استعمال کرسکتے ہیں اور بلاجواز غیر ضروری الفاظ سے کم کرسکتے ہیں۔

جمیل احمد ساقی: اردو الفاظ کے استعمال کا پکا ارادہ کرنے اور لکھتے وقت رومن اردو سے پرہیز۔۔۔ قومی اور ملی غیرت پیدا کرکے۔۔

عطاء الرحمن منگلوری: اول، نظریہ اقبال پیش کیا جائے، دوم، زبان کی اہمیت کے حوالے سے ایک سوال کیا جائے کہ کہ آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان اپنی موت آپ مر جائے۔ جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ تب کہا جائے کہ آپ اپنی زبان بولیں۔ اس علم حاصل کرنے کا کیا فائدہ کہ آپ اپنے ہاتھوں اس کی گردن دباکر اس کا جنازہ نکال دیں۔

اعجاز احمد ایوب: آپ کثرت سے اردو میں استعمال ہونے والے انگریزی الفاظ کے اردو متبادل سماجی ابلاغ (سوشل میڈیا) پر تشہیر کرتے رہیں تو وہ لوگ جو کم علمی کی وجہ سے اردو کی بجائے انگریزی الفاظ استعمال کرتے ہیں وہ انگریزی الفاظ استعمال کم کرکے اردو الفاظ استعمال کریں گے۔

عبدالغفار خان: دنیا میں عربی زبان بہت سارے ممالک میں بولی جاتی ہے، عربی زبان میں بہت سارے الفاظ اردو کے ہوتے ہیں اور عربی زبان میں انگلش کے لفظ بھی بولے جاتے ہیں اسلیے یہ ناممکن بات ہے البتہ اردو زبان بولی اور لکھی جانی چاہیے۔

راجہ شہزاد خان، صحافی: میرے خیال سے یہ تب تک ممکن نہیں ہو گا جب تک سرکاری و نجی اداروں میں اردو زبان کو انگریزی پہ فوقیت,اور تعلیمی نصاب کو قومی زبان میں متعارف کرایا جائے۔باقی میرے نقطہ نظر سے انگریزی زبان کا شمار عالمی زبان میں ہوتا ہے,عالمی سطح پر بولنے اور سیکھنے میں کوئی قباحت نہیں۔

اعجاز الحق اعزاز: کم کیا جاسکتا ہے لیکن مکمل طور پر ختم نہیں کیا جاتا سکتا کیونکہ زبان کبھی بھی ساکن نہیں رہتی، وقت کے ساتھ ساتھ الفاظ اور انکے استعمال میں تبدیلی رونما ہوتی رہتی ہے۔خود انگریزی بھی آج اس حالت میں نہیں ہے، جیسے چند سال یا ایک صدی قبل تھی۔زبان کی بقاء کی کوشش کرنی چاہیئے نہ کہ اس میں سے دیگر زبانوں کے الفاظ مکمل طور پر حذف کرنے کی بات کی جائے۔

زارش بٹ لاہور: اپنی زبان کی ترویج کے لیے بہت محنت درکار ہے. اس لیے فقط محنت کا درس دیا جائے۔

خیام حسین: متبادل کی تلاش اور اس کو رواج دینے سے، سکول اور کالج میں بچوں کو ترغیب دینے سے، اپنی زبان کی اہمیت اجاگر کرنے سے اپنی زبان پر فخر کرنے سے، اردو کے اساتذہ کو احترام دینے سے۔

ریاض احمد، ضلع اٹک، تحصیل فتح جنگ: اردو میں انگریزی الفاظ کا استعمال بلاشبہہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے، آپ نے بلاتردید ایک بہت بڑے مسئلے کی نشاندِھی کی ہے اردو میں انگریزی الفاظ کے استعمال سے جہاں ایک طرف بولنے والے کی انگریز اور مغربی استعماری تہذیب سے ذھنی اور فکری مرعوبیّت کا اظہار ھوتا ہے وہاں یہ تاثّر بھی اُبھرتا ہے کہ گویا اردو میں اِن الفاظ کے مترادفات موجود ہی نہیں، اگر ہم اِس اَھَم ّمسئلے کی نشاندِہی کے بعد اردو دوست عوام کے ذھنوں میں اردو میں انگریزی الفاظ کا رُجحان ختم کرا سکیں تو یہ بھی یقیناً نفاذِ اردو کی ایسی چھوٹی سی صورت ہو گی جو آگے چل کر نفاذ کی بڑی صورت کا پیشِ خیمہ ثابت ہو گی۔ میرے خیال میں اردو میں انگریزی الفاظ کے رُجحان کو ختم کرنے کا ایک اَھَم ّطریقہ یہ ہو گا کہ ہم جب بھی لکھیں جملہ املاء اور صرف و نحو کے لحاظ سے درست لکھیں اور حتّی الوسع اردو الفاظ استعمال کریں اور جہاں انگریزی الفاظ کا استعمال ناگزیر ہو وہاں اردو کے ساتھ انگریزی لفظ واوین میں لکھیں مثلاً گرامر کی بجائے دستور لکھیں اور واوین میں(Grammar) لکھیں انسائیکلوپیڈیا کی بجائے موسوعہ لکھیں اور واوین میں(Ensyclopaedia)۔

نام: مُحمَّد فاروق خٹک، سرگودھا: یہ صرف اس لیے ہے کہ گورنمنٹ کے کھاتے انگریزی الفاظ مستعمل ہیں اس لیے

بچوں اس کی پرواواور فکر ہے وجہ وہ سمجھتے یہ ان کے لیے اتنا ہی اردو کا حساب سمجھنے کی کیا ضرورت ہے انسان اس کے لیے کوشش کرتا جس کے لیے انسان کا گزارا نہیں ہے۔ جب تک گورنمٹ اس سے جان نہیں چھڑائے گی ممکن ہی نہیں اس کے لیے اب بہت سے افراد جو گورنمٹ کے ملازم ہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں یہ نظام ایک جسے کچھ سمجھ گئے اردو اس کا اب سمجھناویسے عذاب جان ہو گا اندازہ اس سے لگائیں اردو کے حوالے سے کوئی نوٹیفکیشن بھی ایشو یا جاری ہوتا ہے، یہ اتنے جوگے نہیں کہ اس کو اردو کا جامہ پہنا سکیں۔ موبائل کے استعمال کے عمل خط کتاب اور کافی معاملات کو متروک کر دیا ہے۔ اب تو بڑے بڑے ادارے کی املا شدید قسم کی غلطیاں اب کوئی ہی غلطی تصور نہیں کی جاتی اصل اس کے نفاذ میں عوام الناس کا فائدہ اور پاکستان جیسے ملک عوامی نہیں اشرافیہ کے سب قانون بنائے جاتے ہیں ایسے ان کے لیے کوشش کرنی بظاہر عبث کا رہے۔ جب تک ہماری لاٹھی نہ ہو گی ہم بھینس کو بھی نہیں قابو کر سکتے اسلیے طاقت چاھیے مسئلہ وہی ہے بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا۔

علی جان بلوچ گوادر بلوچستان: ہم روزمرہ اپنی گفتگو میں اس وقت تک انگریزی زبان کے استعمال کو ختم نھیں کر سکتے جب تک نئی نئی ایجادات والی چیزوں کے نام جلد از جلد نہ رکھ لیں، مثال کے طور پر موبائل۔ اور موبائل میں بیسوں دوسرے فکشن ہیں جیسے پلے اسٹور وغیرہ۔ اب فارسی زبان کی طرف جاتے ہے ان لوگوں نے فوراً ان کے نام ایجاد شدہ چیزوں کے مطابق رکھے ہے۔۔ موبائل۔ فارسی میں گوشی
۔۔ پلے اسٹور۔ فارسی ۔۔۔ بازار۔ کار۔ فارسی
ماشین۔۔ اسٹرنگ۔۔ فارسی فرمان۔ اسی طرح روزمرہ کی کئی چیزیں ہم اردو میں نھیں جانتے اور ناچاہتے ہوے انگریزی بول لیتے ہیں۔ مثال کی بات سپریم کورٹ۔ پارلیمنٹ۔۔۔ اور ایسی بہت سی نام اور چیزیوں کے نام فوری طور پر اردو میں رکھنی چاہیے تو کسی حد تک انگریزی کا عمل دخل ختم ہونے میں پیشرفت ہو سکتی ہے۔ دورانِ گفتگو انگریزی الفاظ کا استعمال اردو کتب کے مطالعہ سے ممکن ہیں۔ جتنا مطالعہ وسیع ہو گا، اتنا ہی الفاظ کا ذخیرہ زیادہ ہو گا۔ کسی انگریزی لفظ کے استعمال سے پہلے بولنے والے کے ذہن میں اردو لفظ آئے گا اور وہ بخوشی اس کا استعمال کرے گا۔

فواد حسین پشاور: تمام انگلش اصطلاحات کے متبادل اردو اصطلاحات عام کرنی ہوں گی، اور اس کے لیے سب سے پہلے نفاذِ اردو سے متعلق حضرات کو ہر انگریزی اصطلاح کا اردو ترجمہ معلوم ہونا چاہیے (جس کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ روزانہ کی بنیاد پر گروپ میں چند انگریزی کی اصطلاحات کا اردو ترجمہ بھیجا جائے) تاکہ موقع بموقع اس کی ترویج کر سکیں۔

محمد عزیر صابر: اسلام آباد: انگریزی کا چلن کیسے ختم ہو گا....؟

1. نصاب پر غیر ملکی زبان کا غیر ضروری تسلط ختم کیا جائے.

2. اساتذہ بچوں کو انگریزی پڑھاتے ہوئے اردو کی اہمیت کو نظر انداز مت کریں.

3. ایسے استاد کو تدریس کا کوئی حق نہیں جو ٹیچنگ کا لفظ تو جانتا ہو مگر تدریس کے لفظ سے لا علم ہو.

4. بچوں کو سوشل میڈیا پر اردو رسم الخط لکھنے کی ترغیب دلائی جائے اور یہ کام استاد ہی کر سکتا ہے۔

5. استاد بچوں کو رومن رسم الخط کے بارے میں بتائے، یعنی ایسے رسم الخط کی کیا اوقات کہ جس کا اپنا نہ لغت ہے نہ اخبار. نیز یہ کہ ہم اپنی زبان کے ہوتے ہوئے پرائی زبان کا سہارا کیوں لیں؟

الغرض ہم اگلی نسل کو زبان کی حفاظت کے لیے تیار کر کے اس وبا سے جان چھڑا سکتے ہیں۔

عبید الرحمن عبید گوجرانوالہ: خلیل الرحمٰن قمر کہتے ہیں، میں نے زندگی میں 40 سال مسلسل روزے رکھے۔ میں نے روزوں سے سیکھا کہ روزے رمضان کے دنوں میں نہیں ہوتے۔۔ بلکہ رمضان کے بعد شروع ہوتے ہیں۔۔ وہ تو پریکٹس ہوتی ہے۔ آپ کے سامنے حرام کا انبار لگا ہو اور ہاتھ میں حلال کی بھوک ہو اور آپ حلال کی بھوک کو چن لیں تو آپ روزہ رکھتے ہیں۔ آپ اختیار والے ہوں، کسی پر ظلم نہ کریں آپ روزہ رکھتے ہیں۔ آپ طاقتور ہوں، کسی کمزور سے غلطی ہو جائے، آپ اسے معاف کر دیں، آپ روزہ رکھتے ہیں۔ خود سے وعدہ کریں کہ میں آئندہ گفتگو میں اور تحریر میں پوری کوشش کروں گا کہ اردو بولتے وقت لکھتے وقت انگریزی کے الفاظ استعمال نہ کروں گا مجھے کبھی امید ہے اندھیرے کو ختم کرنے کے لئے ایک دیا ہی کافی ہوتا ہے۔

قاضی تحسین احمد: یہ کوئی عیب نہیں اگر جان بوجھ کر نہ کیا جائے بلکہ یہ فطری ہے کیونکہ مطالعہ اور گفتگو انسان کی بات چیت میں جھلکتی ہے؛ زبان اسی طرح تو زندہ رہتی ہے؛ تاہم عمداً ایسا کرنا تہذیب سے نابلدی کی بنیاد پر جہالت ہے۔

عبد الرحمن صدیقی: اردو حروف کی تختی کی دعوت دے کر، ترکی کی مثال دے کر، متبادل اردو الفاظ پیش کر کے۔

سیف اللہ: خود استعمال نہیں کر لینا اور اگر کوئی اور استعمال کرتا ہے تو ان کی حسین اور خوبصورت انداز میں حوصلہ شکنی کرنا۔۔

عین اللہ کاکڑ۔ محترم آپ پہلے آپ از خود اپنے گھر سے دوست احبابِ رشتہ داروں سے مخلصانہ کوشش کر کے ختم

کروائیں انشاللہ بتدریج ختم ہوتی جاے گی آگر نہ بھی ختم ہوئی آپ کو اپنی نیت کا پورا اجر مل جائیگا جس کے آپ متمنی ہیں!!

قاری محمد صابر: پوری دنیا کی کوئی ایک زبان ہونی چاہیے باقی تمام زبانیں ختم ہو جانی چاہیے یہ انسانوں کے لیے بہت آسانی ہو گی ہر دس میل کے بعد ایک نئی زبان آ جاتی ہے جو کہ ایک مشکل ہے لوگوں کے لیے۔

ساجد گل چوھدری: بھئی اس سوال کا جواب جتنا سہل لگتا ہے اس سے یہ کئی گنا مشکل ہے. کیوں کہ اپنی زبان میں انگریزی کے الفاظ شامل کرنے والے دو قسم کے ہیں. ایک وہ جو سراسر ذہنی غلام ہیں. لہذا ان کے لیے اس رجحان کو جڑ سے اکھاڑنے سے قبل انھیں اپنے اذہان غلامی سے پاک و صاف کرنا پڑیں گے. اور بدقسمتی سے یہ ناچیز غلامی ان کی نس نس میں اتنی شدت سے پھیل چکی ہے کہ اب یہ کام وہ غیر ارادی طور پر کرنے لگے ہیں. لہذا اسے مٹانے کے لیے انھیں میں سے ہر ہر شخص کے لیے شدید احساس کا مالک بننا پڑے گا, جس سے وہ ایک طویل زمانے سے قاصر ہیں۔ اور دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو خود کو کچھ سمجھنے کے لیے یہی فعل اختیار کرتے ہیں. یا اپنی کمزوری چھپانے کے لیے... تو ان لوگوں کو قابل کرانا, ان کو دوبارہ جماعت ادنی میں بٹھانا یا ان کو ریاکاری سے چھٹکارا دلانا ہمارے بس کا کام نہیں۔ اصل میں ملازمتین اور انٹرنیٹ میں بنیاد انگریزی ہے. ساتھ میں میڈیا. اب کشش کہاں نظر آتی ہے... بولنے کیلئے اردو اور باقی معاملات میں انگریزی. سپریم کورٹ نے اردو کے معاملے میں جو حکم دیا وہ خود نفی کر رہی ہے. عوام کو بیوقوف بنانے کیلئے اردو استعمال کرتے ہیں. اور بڑی شعلہ بیانی کرتے ہیں. کہ اردو سب کی مشترکہ زبان ہے. اس کے پیچھے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ پاکستانی متحد نہ ہوں. اردو پر عربی اور فارسی کا اثر ہے لہذا مدرسے کے استاد اور طالب علم سب سے بہتر ہیں. ان کے سامنے کون سرنگوں ہو گا۔ اسٹیبلشمنٹ و مقتدر حلقے سب سے بڑی رکاوٹ ہیں.....

سعید اختر حیدرآباد: اساتذہ کرام کو یہ بیماری ہے کہ وہ نرسری سے ہی بچوں کو انگریزی کے حروف بولنا سکھا دیتے ہیں۔ جیسے ٹیبل ونڈو چیئر وغیرہ برٹش کونسل سے اساتذہ کو تربیت دلائی جاتی ہے کہ بچوں کو کلاس روم اور کلاس کی اشیاء کے نام انگریزی میں سکھلائی آج کوئی طالب علم کمرہ جماعت کہہ بھی نہیں سکتا۔ اگر معلم کہہ دے تو بچے انکا منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ برٹش کونسل کا عمل دخل ختم کیا جانا ضروری ہے ۔ ای۔ سی۔ ای کلاس کے لیئے اساتذہ کرام کی تربیت کی جاتی ہے۔

ملک انوار اسلم: اول، نظریہ اقبال پیش کیا جائے، دوم، زبان کی اہمیت کے حوالے سے ایک سوال کیا جائے کہ کہ آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان اپنی موت آپ مر جائے۔

جواب یقیناً نفی میں ہو گا۔ تب کہا جائے کہ آپ اپنی زبان بولیں۔ اس علم حاصل کرنے کا کیا فائدہ کہ آپ اپنے ہاتھوں اس کی گردن دبا کر اس کا جنازہ نکال دیں۔

اعجاز احمد نایاب: آئین کے پچاس سال: چند گزارشات

آصف محمود

پارلیمان پورے اہتمام سے تہتر کے آئین کی سلور جوبلی منائی جا رہی ہے اور ان اکابرین کو خراج تحسین پیش کیا جا رہا ہے جنہوں نے قوم کو پہلا متفقہ آئین دیا۔ میری رائے اس سے یکسر مختلف ہے اور کوشش کروں گا کہ احترام اور حد ادب کے دائرے میں رہ کر اسے بیان کر دوں

1۔ میرے دل میں کبھی ان اکابرین کے لیے کوئی احترام پیدا نہیں ہوا۔ میں نے دل کو بار بار ٹٹولا مگر وہ ان اکابرین کے احترام سے خالی نکلا۔

2۔ مجھے لگتا ہے ان مین اکابرین والی صرف ایک ہی بات تھی کہ یہ ہم سے کچھ پہلے پیدا ہو کر بزرگ ہو گئے۔

3۔ یہ احساس کمتری کے مارے ہوئے لوگ تھے یہ اس قوم کو اس کا پہلا آئین بھی اس قوم کی زبان اردو میں نہ دے سکے اور فرنگی نو آبادیاتی زبان میں آئین لکھ ڈالا۔

4۔ یہ مرعوب بھی تھے۔ ان میں شاید ہی بمشکل دس فیصد ایسے ہوں گے جو انگریزی پر دسترس...

ہمیں اردو کو اردو سے تقویت دینی چاہیے۔ اردو زبان میں جو چاشنی ہے وہ دوسرے کسی زبان میں نہیں ہے لیکن ہم اردو کیساتھ انگلش الفاظ بھی ٹھونس کر اس چاشنی کو بے کیف بنا رہے ہیں۔ اور اس میں سب سے زیادہ متاثر شوشل میڈیا ہو رہا ہے اس پر کام کرنے کی ضرورت ہے

شیراز خان کراچی: کم از کم اردو ہندسوں کے سافٹ ویئر کی خوب تشہیر کی جائے تاکہ جو لوگ انگریزی ہندسوں کی بجائے اردو ہندسے استعمال کرنا چاہیں وہ ایسا کر سکیں۔

الطاف شاہ: ایک آسان فہم لغت کا اجرا کیا جائے جو کتب و معاشرتی ذرائع پر مشتمل ہو۔

ملک غلام عباس اسلام آباد: حضرت اگر انگریزی نہ آتی تو آپ کی تحریک نفاذ اردو کے بانی مدظلہ العالی نے ہمیں ملازمت کا موقع نہیں دینا تھا۔ لہٰذا میری ناقص رائے ہے کہ بھرپور انگریزی سیکھیں تاکہ آپ اور آپ کے احباب وطن عزیز میں مناسب ذریعہ معاش حاصل کر سکیں۔

راشد حمید، ماہر نفسیات، ضلع راجن پور پاکستان میں سب سے بڑی بدعنوانی اور سب سے بڑی بدمعاشی اِس مُلک پر انگریزی کا جبری تسلط ہے۔ انگریزی جو کہ کسی پاکستانی کی زبان نہیں ہے۔ انگریزی جس کو انگریزوں کے ساتھ ہی اِس مُلک سے دفع دور ہو جانا چاہئے تھا۔ اُردو جس کے بارے میں

بانئ پاکستان نے کہا تھا کہ یہ پاکستان کی قومی اور سرکاری زبان ہو گی۔ اُردو جس کو 1956ء، 1962ء اور 1973ء کے آئین میں پاکستان کی قومی اور سرکاری زبان قرار دیا گیا ہے۔ اُردو جو پاکستان کے ہر گوشے اور ہر خطے میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اُردو جس کو پاکستان کے ہر رنگ، نسل، مذہب اور ہر علاقے کے لوگ بول اور سمجھ سکتے ہیں۔ اُردو جس کو معمولی لکھاپڑھا پاکستانی بھی احسن انداز میں لکھ اور پڑھ سکتا ہے۔ انگریزی جس کو 1988ء تک اِس مُلک کے ہر شعبے سے، ہر نظام سے کُلی طور پر بے دخل کر دینا چاہیئے تھا۔

محمد زبیر چودھری، جہلم: بہت اچھی تجویز ہے، اتفاق سے آج مجھے ایک سرکاری سکول میں جانے کا اتفاق ہوا، اساتذہ کے ساتھ ایک گھنٹے سے زیادہ بات چیت ہوئی، موضوع نصاب تعلیم سے لیکر انگریزی کے تسلط اور نفاذ اردو کی اہمیت پر بھی بات ہوئی، اچھی بات یہ تھی کہ اساتذہ اس تکلیف دہ صورت حال کو سمجھتے ہیں اور نصاب تعلیم میں انگریزی کو بھی ایک بوجھ سمجھتے ہیں، انھوں نے اس یقین کا اظہار کیا کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں طلبہ کے ساتھ صرف اردو میں بات کریں گے اور انگریزی کے الفاظ بول کر اردو کی اہمیت کو کم نہیں کریں گے۔ مزید یہ کہ اس کام کو احساسِ ذمہ داری سے ادا کریں گے۔ اس وقت اگر سرکاری سکولوں کے اساتذہ کرام نفاذ اردو کی اہمیت کو اجاگر کرنے میں اپنا کردار ادا کرنا شروع کر دیں تو جلد نفاذ اردو کی منزل قریب آسکتی ہے۔ یکساں انگریزی نصاب جلد ناکام ہونے والا ہے، جس سطح کی انگریزی لکھی گئی ہے اس کی سمجھ طلباء تو دور کی بات اساتذہ اکرام کو بھی گرفت نہیں ہے جنھوں نے پڑھانا ہے۔

شعیب شاہ درویش دیر: پاکستان میں سب سے بڑی بد عنوانی اور سب سے بڑی بد معاشی اِس مُلک پر انگریزی کا جبری تسلط ہے۔ انگریزی جو کہ کسی پاکستانی کی زبان نہیں ہے۔ انگریزی جس کو انگریزوں کے ساتھ ہی اِس مُلک سے دفع دور ہو جانا چاہیئے تھا۔ اُردو جس کے بارے میں بانئ پاکستان نے کہا تھا کہ یہ پاکستان کی قومی اور سرکاری زبان ہو گی۔ اُردو جس کو 1956ء، 1962ء اور 1973ء کے آئین میں پاکستان کی قومی اور سرکاری زبان قرار دیا گیا ہے۔ اُردو جو پاکستان کے ہر گوشے اور ہر خطے میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اُردو جس کو پاکستان کے ہر رنگ، نسل، مذہب اور ہر علاقے کے لوگ بول اور سمجھ سکتے ہیں۔ اُردو جس کو معمولی لکھاپڑھا پاکستانی بھی احسن انداز میں لکھ اور پڑھ سکتا ہے۔ انگریزی جس کو 1988ء تک اِس مُلک کے ہر شعبے سے، ہر نظام سے کُلی طور پر بے دخل کر دینا چاہیئے تھا۔ انگریزی جس کا عدالت عظمیٰ کے 8 ستمبر 2015ء کے فیصلے کے بعد پاکستان میں رہنے کا ہر جواز ختم ہو چکا ہے۔ انگریزی جس کی وجہ سے ہر سال لاکھوں طالب علم

تعلیم ادھوری چھوڑ دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ انگریزی جس کی وجہ سے ہر سال مختلف امتحانات میں ناکام ہونے والے طالب علموں کی تعداد کروڑوں تک جا پہنچتی ہے۔ انگریزی جس کی وجہ سے نکمے، نااہل اور کم تر ذہنی صلاحیتوں کے جاہل لوگ جن کی کُل قابلیت صرف اور صرف غلط سلط انگریزی ہوتی ہے، مُقابلے کے اِمتحانات کے بعد اِس مُلک کی اِنتظامیہ کا حصہ بنتے ہیں۔ انگریزی جس کی وجہ سے حقیقتاً قابل، ذہین اور باصلاحیت نوجوانوں کو اِس مُلک کی اِنتظامیہ کا حصہ بننے سے محض اِس لیے روک دیا جاتا ہے کہ اُنہیں انگریزی پر مکمل عبور نہیں ہوتا۔ انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنا دیا گیا ہے جس سے پاکستانی بچوں کی ذہنی نشو نما رُک گئی ہے اور اُن کی صلاحیتیں برباد ہو گئی ہیں۔ اعلیٰ تعلیم، میڈیکل اور انجینئرنگ کی تعلیم انگریزی میں ہونے کی وجہ سے اعلیٰ معیار کے سائنسدان، ڈاکٹر، انجینئر اور ہنر مند پیدا نہیں ہو رہے، جس وجہ سے کچے پکے اور آدھی ادھوری صلاحیتوں والے لوگ سامنے آرہے ہیں۔ اِس وجہ سے وطن عزیز کا ہر شعبہ بُری طرح زِوال پذیر ہے اور مُلک ہر گزرتے دن کے ساتھ پسماندہ سے پسماندہ تر ہوتا جا رہا ہے۔ انگریزی کی وجہ سے آدھے ادھورے علم والے لوگ آگے آتے ہیں جن کی وجہ سے تعلیمی، سیاسی، سماجی، معاشتی، معاشرتی، تہذیبی، اخلاقی اور صحت کے گھمبیر مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

محمد اسلم الوری، اسلام آباد: میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں اس فرسودہ، ظالمانہ، غیر منصفانہ، مروجہ، سیاسی، سماجی و معاشی نظام سے تنگ تو ضرور ہوں، اس کا شکوہ بھی ہر وقت کرتا رہتا ہوں، لیکن اس سے نجات کے لیے جدوجہد کے لیے تیار نہیں۔ البتہ میں اسی نظام بد کا کل پرزہ بن کر اس سے مستفید ہونے کا تمنائی ضرور ہوں۔ اور یہی راستہ مجھے آسان اور دلکش لگتا ہے۔ میں اذیت برداشت کر کر کے خود بھی اذیت پسند ہو گیا ہوں، اب میں بھی کسی نہ کسی طرح بااختیار ہو کر دوسروں کو اذیت دینا چاہتا ہوں۔ کیونکہ دوسروں کو نیچا دکھا کر، انہیں اپنی اوقات بتا کر، ان کا سماجی و معاشی استحصال کر کے ہی مجھے راحت مل سکتی ہے۔ اس ستم زدہ معاشرہ میں یہ رویہ اب میری اجتماعی نفسیات کا حصہ ہے۔

میں دیوار خستگی ہوں مجھے ہاتھ نہ لگا

میں گر پڑوں گا دیکھ مجھے آسرا نہ دے

ھونے کے باجود فرنگی زبان کے الفاظ کو ترجیح دی جارہی ہے اوراپنے آپکو فرنگی ثابت کر کے خوشی کا اظہار کیا جارہا ہے افسوس ہم اپنی تہذیب سے خود دور ھوتے جارہے ہیں۔

محمد خان چوہان: اردو کو انگریزی کی ملاوٹ سے کیسے پاک رکھا جائے: پڑھے لکھے، صاحب منصب، اور مالی طور پر تگڑے احباب کی محافل میں اس کی زیادہ کوشش کی جائے۔

بعض تعلیمی، تنظیمی ومذہبی وسیاسی پروگراموں میں جو مقرر۔ ۔اردو میں انگریزی کا ''تڑکا'' لگانے کے جرم سے پاک رہے۔ پروگرام کے آخر میں اس کے اس خوبصورت عمل کا خصوصی تذکرہ کیا جائے اور اس کی تحسین کی جائے۔ نعامات والا پروگرام ہو تو ایسے مقرر کیلئے بھی ''غیر اعلانیہ'' انعام دیا جائے۔ جس نے مذکورہ بالا جرم سے اجتناب برتا ہو۔

محمد سلطان گوجر صحافی، اسلام آباد: اطلاعات واشاعت سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔ خصوصاً خواتین اینکرز اور انٹرویو دینے والی فلمی اور ڈراما اداکارائیں ہیں۔ ان کی پیروی ہمارے نوجوانوں نے کی ہے اور کر رہے ہیں۔ جب تک یہ لوگ خالص اردو بولنا شروع نہیں کریں گے تب تک ہماری کوششیں بار آور نہیں ہو سکتیں۔

ارشد سعید خان، اسلام آباد: اسی تناظر میں چند روز پہلے میں نے ایک انگریزی لفظ کے آسان ترجمے کے لیے رہنمائی کی درخواست کی تھی۔ دوبارہ پیش کر رہا ہوں۔ "میں اردو تحریر لکھتے وقت کوشش کر کے اردو الفاظ ہی استعمال کرتا ہوں۔ مگر بعض مروج انگریزی الفاظ کا آسان اردو متبادل نہیں مل پاتا تو مجبوراً ہم انگریزی لفظ استعمال کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔"

پشاور گروپ: بہت پہلے کی بات ہے کہ ہم چند دوستوں نے نادانستہ طور پر بول چال میں انگریزی الفاظ کے استعمال نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ تو جب بھی بات چیت کے دوران کوئی انگریزی کا لفظ منہ سے نکالتا دوسرے فوراً پوچھتے کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ اور ہم نے محسوس کیا کہ آہستہ آہستہ آپس میں بول چال کے دوران انگریزی کے الفاظ ترک کر دیے ہے۔ یہ طریقہ عام لوگوں کے ساتھ تو مشکل ہے لیکن اپنے قریبی احباب میں اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

اسلام الحق، ضلع مردان: انگریزی الفاظ کے چلن سے میری رائے اور تجویز یہ ہے کہ اگر ہم درج ذیل تین باتوں کا خاص خیال رکھ لیں تو شائد روز مرہ کی گفتگو میں انگریزی الفاظ کا چلن ختم ہو سکتا ہے۔

1- روز مرہ جو الفاظ ہم انگریزی زبان کے استعمال کر رہے ہیں ان کے متبادل جو اردو میں مروج ہیں ڈھونڈ کر بولنا شروع کریں اور اپنے اوپر پابندی لگادیں، پکا ارادہ کر لیں کہ انگریزی زبان غلاموں کی زبان ہے اور انگریزی زبان استعمال کرنا غلامی کے مترادف ہے اور میں ہر گز غلامی قبول کرنے کو تیار نہیں ہوں۔

2- بے جا اور بلا ضرورت انگریزی الفاظ سے احتراز کرنا۔

3- جو ادب بچوں کو پڑھایا جا رہا ہے اگر اس کے نصاب میں لکھنے والے انگریزی الفاظ سے گریز کریں۔ تاکہ بچے کی ابتدائی سطح ہی اردو کی ڈگر پر رواں ہو۔

ثروت اقبال کراچی: نفاذ اردو گروپ میں شامل ہونے سے پہلے میری گفتگو میں انگریزی کے بے شمار الفاظ شامل ہوتے ہے مگر جب سے نفاذ اردو گروپ میں شامل ہوئی ہوں میں نے اپنے آپ کو پابند کیا ہے کہ میں اپنی گفتگو میں انگریزی الفاظ استعمال نہ کروں اور میں اس میں بہت بہت حد تک کامیاب رہی ہوں۔ اگر رومن اردو کا استعمال ختم ہو جائے تو انگریزی الفاظ کے استعمال پر بھی قابو پایا جاسکتا ہے۔

نور محمد لاشاری، کوئٹہ: قومی زبان اردو ملک میں رابطے کی واحد زبان ہے۔ ہمیں اس کے تحفظ کے لیے گھر سے اپنے کام کا آغاز کرنا ہو گا۔ مغربی تہذیب مختلف ذرائع سے ہمارے گھروں میں گھس کر ہمیں اپنی تہذیب سے بیگانہ کر رہی ہے۔ ہمارے لوگ ماڈرن بنتے بنتے اپنی پہچان اور وجود تک سے محروم ہوتے جارہے ہیں۔ تحریک نفاذ اردو پاکستان نے حکومت کو متوجہ کرنے کے ساتھ ہی عوام الناس کو بھی متوجہ کر کے بڑا بنیادی کام کیا ہے۔ میں آج سے کوشش کروں گا کہ انگریزی کے الفاظ کے استعمال کو ترک کروں۔

سید ظہیر گیلانی، اسلام آباد: کئی سو سال سے برصغیر پر انگریزی کا راج ہے، اس لیے ذرائع ابلاغ سمیت عام لوگ بھی روزمرہ گفتگو میں انگریزی کے الفاظ غیر ارادی طور پر استعمال کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں کہ اس طرح ہم اپنی زبان کو بتدرج بھول جائیں گے۔ ہوا ہے کہ ہم پہلے اردو گنتی بھول گئے اور اب روزمرہ استعمال ک ہزاروں الفاظ ناپید ہوتے جارہے ہیں۔ نئی نسل تو بڑی تیزی سے ماماں پاپا کی طرف طرف مائل ہو کر امی اور ابو جیسے میٹھے الفاظ بھی بھول چکی ہے۔ یہ بڑی اہم توجہ ہے کہ ہم آج سے پوری توجہ دے کر اپنی روزمرہ گفتگو کو انگریزی کے غیر ضروری الفاظ سے نجات حاصل کرنے کی مشق کریں۔ یہ کام والدین سے شروع ہو گا اور بچوں کو والدین کی توجہ چاہیے ہو گی، ورنہ ہم واپس اپنی تہذیب کی طرف نہیں لوٹ سکتے۔

عارف قریشی، اسلام آباد: ریاست سطح سے ذرائع ابلاغ، تعلیمی نظام اور دفتری خط و کتابت کے ذریعے سے ہی مؤثر انداز میں اسے ممکن بنایا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر طارق ریاض (پی ایچ ڈی، شعبہ امراض نباتات) لاہور: اردو میں انگریزی الفاظ کا ناجائز استعمال روکنا کسی ایک فرد کا کام نہیں۔ اس کے لیے ریاست، ادارے، معاشرے اور والدین کو کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر والدین اور اساتذہ کرام کی حوصلہ افزائی اردو کو واپس لاسکتی ہے۔

القدس تیرے نام

فرخندہ شمیم

اے مرے سجدۂ اول کی درخشندہ زمیں
بندگی آج بھی چہرے پہ ترے ٹھہری ہے
برملا آج بھی اعلان کیا کرتی ہے
ایسا قرطاس نہیں ہوں جو بدل دے تاریخ
میں تو اوّل ہوں، کبھی دوم نہیں ہو سکتی
اپنی پہچان کسی طور نہیں کھو سکتی
کیسے اقصیٰ کی جلالت سے نظر باغی ہو
جس کو طیبہ کے شہنشاہ نے توقیر کیا
جس میں معراج کی حیرت ہے ابھی تک باقی
اقصیٰ گلیوں میں تہہ تیغ گلابوں کی قسم
اس میں وہ بوئے مسلسل ہے ابھی تک باقی
غزہ وادی میں حراساں گل رنگ دار تجھے
حمزہ، مریم کے نو یلے لاشے

یوم رضوان کی سرحد پہ فروزاں کر کے
وقت برہان کو اک بار صدا پھر دیں گے
لمحۂ موجود میں آواز اذاں قید سہی
اذن اللہ تو بہر طور سنائی دے گا
ایک صیہونی پرندے کی جنونی پرواز
روک سکتی ہے کہاں نیر اعظم کا جلال
قدس سے شام تلک
ارض فلسطین سمیت
شاخ زیتون سے مضراب ہنر چھلکے گا
نغمہ گائے گی کسی دف پہ رسیلی مینا
یہ میرا ذوق یقیں ہے جو کبھی رکتا نہیں
وقت صورت تو بدل سکتا ہے، ایمان نہیں۔

تعلیم کے تیزاب میں ڈال کر اس کی خودی کو

صفیہ سکندر طالبہ بی ایس اردو، پشاور

یہ کیا آج ناولز کی دیوانی لائبریری پیریڈ ہونے کے باوجود کلاس میں بیٹھ کر پڑھ رہی ہے؟

کلاس میں عینی کو اکیلے پا کر انگلی گال پر ٹکائے عروج حیرت سے بولی۔

میں کلاس میں کہاں رکنے والی ہوں ابھی جانے ہی لگی تھی بس یہ اسائمنٹ ایک نظر دیکھ کر میم کے حوالے کر کہ جان چھڑانا چاہتی تھی_

چلو عروج ساتھ چلتے ہیں!

میں ناولز دیکھ لونگی تم اپنے پسندیدہ اخباروں کے کالم پڑھ لینا

عروج کا ہاتھ پکڑ کر دونوں کلاس سے نکل گئی ڈیپارٹمنٹ کے آفس میں اسائمنٹ میم کے حوالے کر کہ اپنے بلاک سے نکل کر لائبریری کیطرف جارہی تھیں کہ اتنے میں عروج کی نظر کالج کے گرل فرینڈ بوائے فرینڈ والے مشہور کپل پر پڑی۔ عروج باتوں میں مصروف عینی کو متوجہ کرتی ہوئی بولی:

عینی عینی وہ دیکھو گرلز کالج کا کپل کیا کر رہا ہے۔

عینی نے مڑ کر دیکھا تو پرنسپل آفس کے سامنے چمن میں پڑی کرسیوں میں ایک کرسی پر کالج کا مشہور لڑکا نما لڑکی ٹرانس جینڈر اپنی گرل فرینڈ کیساتھ بیٹھ کر باتیں کرتے ہوئے قہقہے لگا رہے تھے-

اسکے گرل فرینڈ کے بارے میں پورے کالج میں یہ باتوں مشہور تھی کہ اس نے برائے نام لڑکے کیلیئے اپنی منگنی توڑ دی کیونکہ اسکے منگیتر نے ان دونوں کے ٹک ٹاک کی وائرل ویڈیوز دیکھی واللہ اعلم۔

خیر انکے غیر اخلاقی باتوں اور حرکتوں کا یہ نظارہ دیکھ کر عینی اور عروج سکتے میں آ گئے۔ اتنے میں کچھ جونئیر نے آکر ان کو جھنجھوڑا باجی باجی یہ دونوں کتنے پیارے لگ رہے ہے نا-بسٹ کپل ہے۔ ہمیں بھی یہ لڑکا بہت پسند ہے کاش وہ ہمیں بھی اتنا توجہ دیتا جتنا اس لڑکی کو دیتا ہے- یہ ہمارا کرش (آئیڈیل) ہے۔

یہ سن کر عینی عروج حیران ہونے کیساتھ اب پریشان بھی ہونے لگے وہ تو بی ایس کے میچور سٹوڈنٹس ہے جو جبکہ اس کو ایک دوسرے کو ہاتھوں سے اشارے کرتے ہوئے ایک دوسرے کو کچھ سمجھانے کو کوشش کررہی تھی کہ آخر یہ ہو کیا رہا ہے اور کیوں ہو رہا ہے؟

اس سے پہلے کہ وہ دونوں کچھ سوچ سمجھ کر کہہ پاتی کہ اتنے میں وہ جونیئر طالبات کا گروپ انکو حیران و پریشان چھوڑ اس کپل کی طرف بھاگ کر گئے جو ابھی کنٹین کیطرف روانہ ہوئے تھے اور اس سے کہنے لگے۔ ہم آپ کے بہت بڑے فین ہے ہم نے آپ کو ٹک ٹاک پر بھی فالو کیا ہے- آپ ہمیں بہت پسند ہے۔

تمام طالبات کا اس برائے نام لڑکے سے اس قدر متاثر ہونے کی صرف واحد وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ گرلز کالج میں پڑھنے والا صرف ایک خوبصورت لڑکا تھا بلکہ اسکے علاوہ بھی لڑکیوں کے توجہ کا مرکز بننے کے کچھ وجوہات تھے۔ وہ بڑی گاڑی میں برانڈڈ سوٹ بوٹ پہن کر کالج آتا تھا- کالج کے سپورٹ ٹیم میں ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کوئی بھی پیریڈ نہیں لیتا بلکہ گرل فرینڈ کے ساتھ پورے کالج میں گھومتا پھرتا نظر آتا- یہی وجہ تھی کہ کبھی کوئی لڑکی اس کے لئے پارٹی رکھتی تو کبھی کوئی لڑکی اس کو پھول دیتے ہوئے پروپوز کرتی نظر آتی-

ان عجیب وغریب باتوں اور حرکتوں کیوجہ سے کالج کے ہر کونے میں سٹوڈنٹس سے لے کر ٹیچرز تک سب ان کو موضوع بنا کر تذکرے کرتے رہتے-

آج عینی اور عروج کو اس لڑکے سے زیادہ ان جونئیر پر غصہ آرہا تھا جو اس جیسی ٹرانسجنڈر کو اپنا آئیڈیل بنا کر اور خود کو اسکے فین بتا کر اس کو دیکھ کر اور ان سے بات کرنے پر بے انتہا خوشی کا اظہار رہی تھی۔

عروج بولی: پتا نہیں ہمارے کالج کا انتظامیہ یا یہ ڈسپلن کمیٹی اس ناسور کو ختم کیوں نہیں کر رہے-"ایک مچھلی سارے تالاب کو گندا کرتی ہے" کے مصداق یہ تو اپنے کالج کے پورے ماحول کو خراب کر رہی ہے، جب ہم فرسٹ ائیر میں یہاں آئے تھے تو صرف یہ ایک لڑکی تھی اب دیکھو ذرا ایک دو سال میں سپورٹ / کھیل کے نام پر کتنی ساری لڑکیاں اسکے نقش قدم پر چلنے لگی ہے- تقریباسب نے بوائے کٹ کروا کر یہ حلیہ اختیار کیا ہے، اور اسی طرح کی حرکتیں کرتی رہتی ہے-

بلکل ٹھیک کہہ رہی ہو تم عروج انکو تو دیکھنا بھی گناہ ہے- عورت تو حیا کا پیکر ہے- یہ عورت کی عصمت کی توہین کر رہی ہے-

عینی اور عروج یہی گفتگو کرتے ہوئے لائبریری پہنچ گئے-

عینی تو ناولز کی الماریوں کی طرف چلی گئی جبکہ عروج دروازے کے نزدیک میز پر پڑے آج، مشرق، ایکسپریس، روزنامہ پاکستان کے نئے اخبارات کو پڑھنے لگی,

بی ایس اردو کی طالبہ ہونے کیوجہ سے وہ اکثر اردو کے تمام آرٹکل پڑھتی رہتی تھی-

آج 1 ستمبر 2021 کے روزنامہ پاکستان اخبار میں تعلیم کا تیزاب

لیفٹیننٹ کرنل (ر) غلام جیلانی خان کا کالم چھپا تھا۔ بہت دلچسپی سے پورا کالم پڑھا تو اپنے پاس بیٹھی دوسرا اخبار پڑھنے والی لڑکی کے طرف متوجہ ہوئی جو سپورٹ کا صفحہ کھول کر بیٹھی پڑھ رہی تھی۔ مجھے تو سپورٹ سے نفرت ہی ہوگئی ہے

اپنے کالج کے سپورٹ کیوجہ سے مجھے تو کالج میں

سپورٹ کے نام پر ہونے والے کچھ چیزیں بلکل اس کالم تعلیم کا تیزاب کے مترادف لگ رہے ہیں۔

لڑکی عروج کی طرف متوجہ ہو کر دلچسپی سے پوچھنے لگی۔ وہ کیسے مجھے تو خود سپورٹ بہت پسند وہ لڑکوں کا ہو یا لڑکیوں کا آپ اس کو تعلیم کا تیزاب کے مترادف کیوں کہہ رہی ہے۔ عروج اپنی بات وضاحت کرتے ہوئے بولی:

اس کالم میں غلام جیلانی صاحب کہہ رہے ہے کہ زبان اور ثقافت کے بدل جانے سے پورا معاشرہ (یا معاشرے کا غالب حصہ) کیسے تبدیل

ہو جاتا ہے۔ 1857 پہلی جنگِ آزادی کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہے کہ اس جنگ کے بعد لارڈ میکالے نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ ہندوستان کے باسیوں کو زیرِ تسلط لانے کے لئے ان کے جسم کی بجائے ان کے دماغ اور ذہن پر قبضہ کرو۔ دماغ بدلا تو جسم خود بخود بدل جائے گا۔

لڑکی بولی یہ تو بلکل سچ کہا ہے اس انگریز نے اسلئے تو آج ہمارا معاشرا اسلامی تعلیمات کو دقیانوسی تصور کرتے ہے۔ اور انگریزوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نظر آتے ہے۔

یہی تو عروج مزید وضاحت کرتے ہوئے بولی آپ کو پتا ہے اقبال نے انکی اس بات کو اپنے اشعار میں کس طرح بیان کی ہے۔ لو یہ اقبال کا قطعہ پڑھ لو

لڑکی نے جلدی سے عروج کے ہاتھ سے اخبار لے کر تیز آواز سے پڑھنا شروع کیا

ایک لُردِ فرنگی نے کہا اپنے پسر سے

منظر وہ طلب کر کہ تری آنکھ نہ ہو سیر

بیچارے کے حق میں ہے یہی سب سے بڑا ظلم

برّے (بھیڑ کے بچے) پہ اگر فاش کریں قاعدۂ شیر

سینے میں رہے رازِ ملوکانہ تو بہتر

کرتے نہیں محکوم کو تیغوں سے کبھی زیر

"تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو

ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے، اسے پھیر"

تاثیر میں اکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب

سونے کا ہمالہ ہو تو مٹی کا ہے اک ڈھیر""

قطعہ مکمل کر کہ وہ لڑکی عروج سے کہنے لگی۔ اس میں اقبال کا "لردِ فرنگی" سے مراد یہی انگریز لارڈ میکالے ہے؟

جی ہاں عروج نے جواب دیا: اقبال کے اس قطعہ میں تعلیم کے تیزاب کا جو ذکر ہے۔ یہ تیزاب اتنا کارگر ہوتا ہے کہ سونے کے ہمالے کو مٹی کا اک ڈھیر بنا دیتا ہے۔

ہم نے زبان کے معاملے میں دیکھا بھی کہ جب انگریز نے ہندوستان کے تعلیمی اور تدریسی اداروں میں فارسی کی جگہ انگریزی زبان رائج کر کہ اپنی نظریات پیش کئے تو صرف 90 برسوں میں (1857ء تا 1947ء) انڈیا کا سونے کا ہمالہ، مٹی کا اک ڈھیر بن گیا۔

آج آزادی کے بعد بھی ہم اس مٹی کے ڈیر کو سونے کا ہمالیہ نہیں بنا پائے مطلب اپنی قومی زبان اردو کو رائج نہیں کر رہے بلکہ آج بھی انگریزی زبان کی دفاع کرتے رہتے ہے۔

لڑکی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا ہاں تو بلکل سچ کہا یہی وجہ ہے کہ انگریزوں نے ہمارے دماغ و ذہن پر اتنا قبضہ کیا ہے، ہم انکے نقش و قدم پر چلنے والے ذہنی غلام بن گئے ہے۔ اور وہ اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اب وہ یہی سب کچھ ہمارے تہذیب اور ثقافت کیساتھ کر رہے۔ ہماری اخلاق، اقدار روایات کو مختلف طریقوں سے برباد کر رہے ہے۔

عروج نے اس کے ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا یہ لڑکی سے لڑکا بن کر کالج میں گھومنے والے بھی اس کلچر کڑی کی ایک جیتی جاگتی مثال ہے۔

عروج لڑکی کیساتھ اس آرٹیکل پر ڈسکشن میں مصروف تھی کہ اتنے میں عینی ناولز چھوڑ کر اسکے پاس آبیٹھ کر کہنے لگی عروج میں نے ایک نئے ناول جام طلب کی بہت تعریف سنی ہے مگر ہماری لائبریری میں وہ ناول ابھی نہیں آیا۔

اتنے میں بولتی ہوئی عینی کی نظر عروج کے سامنے پڑے ایک اخبار کے پہلے صفحہ پر موجود رپورٹ پر پڑی تو انگلی رکھ جلدی سے عروج کو متوجہ کیا یہ دیکھو عروج یہ لڑکیوں سے لڑکے بننے کا مسئلہ تو صرف ہمارے کالج کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو پورے پاکستان کا مسئلہ ہے۔ عروج جلدی سے اسکا ہاتھ ہٹاتے ہوئے رپورٹ پڑھنے لگی۔

رپورٹ کی سرخی یہ تھی کہ پچھلے 3 سالوں 28 ہزار سے زائد پاکستانیوں نے اپنی جنس تبدیل کرائی۔ جسمیں تقریبا 17 ہزار تک افراد مرد سے عورت یا ٹرانسجنڈر بنے جبکہ 13 ہزار تک افراد عورت سے مرد بنے اس کیساتھ ایک پوری لمبی لسٹ بتائی گئی تھی۔

عروج نے جلدی سے پورا رپورٹ پڑھ ڈالا اور کہنے لگی

اگر اسی طرح ہر جگہ ان کو روکنے کے بجائے پروموٹ کیا جائیگا تو اس رپورٹ کی یہ ہزاروں کی تعداد جلد ہی لاکھوں میں تبدیل ہو جائیگی۔ پتا نہیں اور کیا کیا دیکھنے کو ملے گا بس بند کرو چلو چلتے ہے یہاں سے ورنہ کچھ ہو جائیگا۔ اللہ ہی حامی و ناصر ہو نئی جنریشن اور ہمارے پاکستان کا، عینی آمین کہتی ہوئی عروج کیساتھ اٹھ کھڑی ہوئی اور کلاس کیطرف جانے لگی۔ لائبریری پیریڈ بھی ختم ہو گیا ہے میم کلاس لینے آئی ہو گی۔

رمضان اور قرآن۔۔۔۔۔فرخندہ شمیم

تھا کون مصنف، کہیں لکھ سکتا جو قرآن
کس میں تھی سکت اس کی بجز قادر و یزدان

قرآن کے قصوں میں ہے کردار کہانی
مریم کا کہیں ذکر تو یوسف بھی دبستان

افلاک سے منشور جو اترا تو یہ جانا
قرآن بناتا ہے کسی وحشی کو انسان

الحمد اتاری تو بنا صفحہء اول
والناس پہ پہنچے تو ہوا تمتء قرآن

تھیں زیست کی سطریں کہیں ٹیڑھی کہیں مبہم
قرآن نے کر دیں وہی سیدھی، وہی آسان

بخشی ہے اگر بقر تو دے دی ہے نساء بھی
انعام اتاری، کہیں یاسیں کہیں رحمان

عزت کہاں مل پاتی زمانے میں تہی کو
تقویٰ کی شرائط پہ ہوئی تابع۔ فرمان

پڑھ لی جو مزمل، کبھی طٰہ کبھی العصر
پای وہیں حیرت، وہیں الفتح کا وجدان

قرآن کی ہر سورہ کا منشور کرشمہ
ہر معجزہ تحریر ہوا ہے سر وجدان

ڈوبے ہیں کرشموں کے تحیر میں ابھی تک
دیکھی ہے جلالت اسے ہم کہتے ہیں قرآن

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے اردو سے متعلق اشعار۔۔۔۔(مرسلہ شاہد بخاری۔لاہور)

آج بھی پریمؔ کے اور کرشنؔ کے افسانے ہیں

آج بھی وقت کی جمہوری زباں ہے اردو

عطاعابدی

بات کرنے کا حسیں طور طریقہ سیکھا

ہم نے اردو کے بہانے سے سلیقہ سیکھا

منیش شکلا

بچپن نے ہمیں دی ہے یہ شیرینیٔ گفتار

اردو نہیں ہم ماں کی زباں بول رہے ہیں

آذر بارہ بنکوی

ہاں مجھے اردو ہے پنجابی سے بھی بڑھ کر عزیز

شکر ہے انورؔ مری سوچیں علاقائی نہیں

انور مسعود

ہندی میں اور اردو میں فرق ہے تو اتنا

وہ خواب دیکھتے ہیں ہم دیکھتے ہیں سپنا

نامعلوم

کس طرح حسن زباں کی ہو ترقی وحشتؔ

میں اگر خدمت اردوئے معلیٰ نہ کروں

وحشتؔ رضا علی کلکتوی

زمانے بھر پہ میں راز محبت کھولتا ہوں

میں غالب کا مقلد ہوں، میں اردو بولتا ہوں

شوکت محمود شوکت

میرا ہر شعر ہے اک راز حقیقت بیخودؔ

میں ہوں اردو کا نظیریؔ مجھے تو کیا سمجھا

بیخود دہلوی

میری گھٹی میں پڑی تھی ہو کے حل اردو زباں

جو بھی میں کہتا گیا حسن بیاں بنتا گیا

فراق گورکھپوری

سیکڑوں اور بھی دنیا میں زبانیں ہیں مگر

جس پہ مرتی ہے فصاحت وہ زباں ہے اردو

نامعلوم

سے ہواؤں میں جو خوشبو گھول سکتے ہیں

ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جو اردو بول سکتے ہیں (نامعلوم)

اب نہ وہ احباب زندہ ہیں نہ رسم الخط وہاں
روٹھ کر اردو تو دہلی سے دکن میں آ گئی

کاوش بدری

جو یہ ہندوستاں نہیں ہوتا
تو یہ اردو زباں نہیں ہوتی

عبد السلام

ادب بخشتا ہے ایسا ربط الفاظ مناسب نے
دو زانو ہے مری طبع رسا ترکیب اردو سے

منشی خیراتی لال شگفتہ

خدا رکھے زباں ہم نے سنی ہے میرؔ و مرزاؔ کی
کہیں کس منہ سے ہم اے مصحفیؔ اردو ہماری ہے

مصحفی غلام ہمدانی

اپنی اردو تو محبت کی زباں تھی پیارے
اب سیاست نے اسے جوڑ دیا مذہب سے

صدا انبالوی

مرے بچوں میں ساری عادتیں موجود ہیں میری
تو پھر ان بدنصیبوں کو نہ کیوں اردو زباں آئی

منور رانا

بعد نفرت پھر محبت کو زباں درکار ہے
پھر عزیز جاں وہی اردو زباں ہونے لگی

یعقوب عامر

ملاؔ بنا دیا ہے اسے بھی محاذ جنگ
اک صلح کا پیام تھی اردو زباں کبھی

آنند نرائن ملا

ڈال دے جان معانی میں وہ اردو یہ ہے
کروٹیں لینے لگے طبع وہ پہلو یہ ہے

اکبر الہ آبادی

نہیں کھیل اے داغؔ یاروں سے کہہ دو
کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے

داغؔ دہلوی

ہم ہیں تہذیب کے علمبردار
ہم کو اردو زبان آتی ہے

محمد علی ساحل

شہد و شکر سے شیریں اردو زباں ہماری
ہوتی ہے جس کے بولے میٹھی زباں ہماری

الطاف حسین حالی

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغؔ

ہندوستاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

داغؔ دہلوی

اردو جسے کہتے ہیں تہذیب کا چشمہ ہے

وہ شخص مہذب ہے جس کو یہ زباں آئی

روش صدیقی

وہ عطر دان سا لہجہ مرے بزرگوں کا

رچی بسی ہوئی اردو زبان کی خوشبو

بشیر بدر

وہ کرے بات تو ہر لفظ سے خوشبو آئے

ایسی بولی وہی بولے جسے اردو آئے

احمد وصی

یہ تصرف ہے مبارکؔ داغ کا

کیا سے کیا اردو زباں ہوتی گئی

مبارک عظیم آبادی

قومی زبان اردو کا نفاذ فرض بھی ہے اور قرض بھی ہے۔ ہم نے یہ فرض ادا کرنا ہے اور قرض بھی ادا کرنا ہے۔ اس کا یہی ایک راستہ ہے کہ ہم ملک سے انگریزی کے ناجائز تسلط کے خاتمے کے لیے مل جل کر کام کریں اور ملک میں دستور کے مطابق قومی زبان کو سرکاری زبان بنوا کر قوم کا مستقبل بچائیں۔

"مزدور کا دن"

یوم مئی کی مناسبت سے ایک خصوصی افسانہ ـــــــــ تحریر... فرخندہ شمیم

یکم مئی کو سرکاری تعطیل تھی.. بدرالدین کافی دیر سے جاگے اور پھر دیر تک کروٹیں بھی ڈھیلی کرتے رہے. بیگم اور بچے دو دن پہلے ہی ہفتہ اتوار کی چھٹیاں اکھٹی کر کے ڈرائیور کے ساتھ ناران، کاغان چلے گیے ہے، صاحب نے سرکاری گیسٹ ہاوس میں فیملی رومز بک کروا دہے ہے اور بچے موسم کی رنگینیوں اور سروں کو چھوتے بادلوں کی نیرنگیوں سے کھیلنے کو بے قرار ہے.

بدر صاحب نے آنکھیں کھول کر پسندیدہ کافی کی خوشبو کو شامہ کیا جسے ملازم کچھ دیر پہلے طرفی میز پر رکھ گیا تھا، انہیں یاد تھا، آج یوم مئی کو ان کی مصروفیات کا شیڈول خاصا بھاری ہے... سرکاری افسر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ایک دانش ور بھی ہے، سماجیات کے نہ صرف مشاہدہ کار بلکہ نباض بھی سمجھے جاتے ہے... ملازمت سے سبکدوشی کے بعد ان کا ارادہ قومی الیکشن لڑنے کا بھی تھا، اسی لیے ہر عوامی موضوع پر بے تحاشا مواد جمع کرتے رہتے ہے، ان عوامی موضوعات میں ایک بڑا موضوع مزدور اور اس کے حقوق کا بھی تھا، جس پر آج ایک سرکاری فورم نے گفتگو کا اہتمام کر رکھا تھا اور بدر صاحب تقریب کی صدارت کرنے والے ہے..... وہ عام سا لباس پہن کر تیار ہوے اور بنگلے میں پہلے سے کام پر لگے مزدوروں کو چھٹی دے کر مسکراتے ہوئے کہا" آج مزدوروں کا دن ہے، چھٹی کرو اور عیش کرو"

لیکن انہوں نے یہ نشاندہی نہیں کی کہ وہ پانچ مزدور کس طرح عیش کریں... کیا آج تین اوقات کچھ خاص کھانا انہیں کوئی کھلاے گا، کیا

کوئی یوم مئی کی خوشی میں ان کی اجرت سے کچھ زیادہ انہیں دے دے گا، کیا کوئی بااختیار ہستی ان کے ایک پڑھے لکھے نوجوان کو اپنے دفتر میں نوکری دے دے گی؟

مزدور کو ایک دن کی چھٹی سے کیا، اس نے کون سا بچوں کو پارک اور میلے میں لے کر جانا ہے، کون سا بیوی کو چوڑیاں پہنانی ہیں، کون سا کسی ضیافت پر پہنچنا ہے؟

اسے تو اس دن بھی فکر کرنی ہے... فکر فردا کی،، فکر دیہاڑی کی

بدر صاحب مزدوروں کو چھٹی دے کر فخریہ انداز میں باہر نکلے تو سرکاری گاڑی کا چاق و چوبند اور باوردی ڈرائیور اس طرح چوکس کھڑا تھا جس طرح بارڈر پر کھڑا سپاہی.، امیر لوگوں کی حفاظت بھی تو خزانوں سے کم نہیں ہوتی.... جلدی سے اس نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور بدرالدین اپنے سادہ اور عام سے کپڑوں میں گاڑی کی سیٹ پر آبیٹھے، ساتھ ہی انہوں نے اپنا برانڈڈ نیا تھری پیس سوٹ بھی پورے

اطمینان کے ساتھ دیکھ لیا تھا جو گاڑی کی ایک جانب کھڑکی کے پاس ہینگ تھا. بدر الدین نے اسے رات ایک شاندار ہوٹل میں ایک عالی مرتبت شخصیت کی جانب سے دی گئی دعوت میں پہننا تھا....

یوم مزدور کی تقریب میں مزدوروں کے صرف نمائندے ہے، مزدور خود نہیں ہے. اہل دانش روسٹرم پر آتے اور نہایت خوبصورت گفتگو کر کے چلے جاتے... مزدور نمائندوں نے اپنے دیہاڑی داروں کے مسائل پر بات نہیں کی، ان کے فرائض پر زور دیتے رہے... اہل فکر و نظر دینی تعلیمات کی روشنی میں مزدور کے حقوق بتاتے اور تالیوں کی گونج میں واپس نشستوں پر بیٹھ جاتے.... بدر الدین کا اسلوب سب سے انوکھا تھا.. وہ تخلیق کار بھی ہے، اپنے لکھے ہوئے ولولہ انگیز اشعار سنا کر کیا سماں باندھ دیا تھا تقریب میں انہوں نے.... ان کے پیچھے دیر تک تالیاں. بجتی رہی تھیں... تقریب ختم ہوئی تو بدرالدین کو ان کے ڈرائیور کا فون ایا

" سر، گاڑی اچانک خراب ہو گیءہے. کوی بڑا ٹیکنیکل مسئلہ لگتا ہے، ورکشاپ لے جانا پڑے گا"

اوہو" بدر صاحب کا موڈ سخت خراب ہوا

" کتنا وقت لگے گا؟ ان کے لہجے میں چڑچڑاہٹ تھی

"کچھ کہہ نہیں سکتا سر، ورکشاپ جا کر ہی پتہ چلے گا"

ڈرائیور نے سعادت مندی َسے بتایا

بد د صاحب سخت جزبز ہوئے

اب کیا ہو گا... گھر کی دوسری بڑی گاڑی تو بیگم صاحبہ کے ساتھ ناران کاغان گئی ہوئی تھی... وہ پریشان ہو گئے۔

سر، اگر آپ مناسب سمجھیں تو کسی کولیگ سے لفٹ لے لیں "گھر تک پہنچیں، میں گاڑی ٹھیک کراتے ہی کوٹھی پر پہنچ جاوں گا۔ ڈرائیور نے ڈرتے ڈرتے کہا

تم جانتے ہو فیروز کہ میں نے کبھی کسی کا احسان نہیں اٹھایا. ہے... یہ لوگ بعد میں دفتروں میں بتاتے پھرتے ہیں"

تو سر رایڈ؟

اردو زبان ہماری عدم توجہی کا شکار لیکن کیوں.؟

افشین شہریار

یہ حقیقت تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ کسی بھی قوم کی ترقی میں قومی زبان کا مکمل عمل دخل ہوتا ہے۔ دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجیے یا اگر حالات حاضرہ کا جائزہ لیا جائے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ایسی کوئی قوم نہیں اور نہ تھی جس نے اپنی قومی زبان کے بغیر ترقی کی ہو۔

آج بھی دنیا بھر کے ممالک پر نظر ڈالی جائے تو سب اقوام اپنی قومی زبان میں ہی آگے بڑھتی ہیں۔ کچھ لوگ ہماری تحریک سے یہ تاثر لیتے ہیں کہ شاید ہم انگریزی کے خلاف ہیں جبکہ ایسا ہر گز نہیں ہے ہم انگریزی کے خلاف نہیں ہیں لیکن اپنی قومی زبان کے بھرپور حق میں ہیں اگر انگریزی کے علاوہ کوئی اور زبان بھی ہوتی جو ہم پر مسلط کی جاتی تب بھی ہمارا موقف یہ ہی ہوتا۔ اگر اس معاملے پر ایک دوسرے انداز سے سوچا جائے تو سوچیں کہ کیا دنیا کی کسی بھی دوسری قوم پر اگر ہم اردو مسلط کرنے کی کوشش کریں تو اس قوم کا کیا حال ہوگا۔ کوئی ی قوم ایسا نہیں ہونے دے گی

۔

یہ حقیقت ہے کہ قومی زبان کی جگہ کوئی بھی زبان مسلط کر دی جائے تو سوچنے کے عمل میں رکاوٹ آجاتی ہے اور جب سوچنے کے عمل میں رکاوٹ ہوگی تو ترقی کے راستے خود بخود

مسدود ہو جاتے ہیں۔ یہی ہمارا بھی حال ہے کہ ہمارے ہاں مختلف نوعیت کے تعلیمی نظام چل رہے ہیں اور ان تمام نظاموں سے ہمیں کچھ بھی حاصل نہیں ہو رہا ہمارے تمام تعلیمی نظام ہمیں ترقی کی راہ پر لے جانے میں ناکام ہیں۔ بے شک ہم مختلف نظاموں پر رائے زنی کریں۔ ان کا موازنہ کریں لیکن اصل میں دیکھا جائے تو حاصل کچھ بھی نہیں۔

اس کی سب سے بڑی وجہ اپنی زبان کا لاگو نہ ہونا ہے اور اس سے بھی زیادہ خوفناک بات یہ ہے کہ ہمارے عوام بھی اس حقیقت سے نابلد ہیں کہ قومی زبان کی کیا اہمیت ہے۔ اس سازش کا کہیں تو سدباب کرنا ہی ہوگا آیئے ہمارا ساتھ دیجیے کہ ہم اپنی کشتی کو بھنور سے نکال کر کنارے لگا سکیں

"نفاذ اردو کی راہ میں حائل رکاوٹیں اور سد باب"۔ کلثوم پارس (کراچی)

اردو کے چاند کے ہیں حوالے کرن کرن

مہکے ہیں اس کے عنبریں گیسو شکن شکن

کوئی بھی زبان کسی قوم کی پہچان اور اس کی تہذیب و ثقافت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اردو زبان ہمارے لہجوں کا حسن ہے۔ اردو نے ایک لمبے عرصے تک حکومت کی مگر افسوس قیام پاکستان سے لیکر اب تک نفاذ اردو کا معاملہ کھٹائی میں پڑا ہوا ہے۔" قائد اعظم نے 1942ء، 1946ء ڈھاکہ، 21مارچ جلسہ عام ڈھاکہ اور 24مارچ 1948ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں جس بات پر زور دیاوہ یہ تھی کہ: "پاکستان کی قومی و سرکاری زبان اردو اور صرف اردو ہو گی۔ جو بھی کوئی آپ کو گمراہ کرتا ہے وہ آپ کا دشمن ہے۔"

8 ستمبر 2015ء عدالت عظمی کے فیصلے، آرٹیکل 1973ء کی روشنی میں نفاذ اردو کی قرارداد سینٹ میں پیش کی۔ مگر افسوس ابھی تک نالہ ء اردو کی شنوائی نہیں ہوئی۔ عدالت عظمی کے فیصلے کے باوجود نفاذ کا کام سرد خانوں کی نظر ہو گیا۔ پاکستان میں نفاذ اردو کی راہ میں سب سے بڑی روکاوٹ خود حکام بالا ہیں۔ جو اپنے ملک میں اپنی زبان کو نافذ نہیں کر سکے جس کی بڑی وجہ نوکر شاہی ہے۔

دوسری بڑی رکاوٹ ملک کے ایک فیصد بیوروکریٹس ہیں جو پچیس کروڑ پاکستانی عوام کے بچوں کا مستقبل روند کر اپنے بچوں پر مغربی لیبل لگوانے کے لیے انھیں بیرون ملک بھیجتے ہیں۔ تیسری بڑی رکاوٹ نام نہاد انگلش میڈیم اسکولز ہیں۔ جنھوں نے تعلیم کے نام پر کاروباری ادارے کھول رکھے ہیں۔ آج ہماری نسل اردو لکھنے اور پڑھنے سے قاصر ہوتی جا رہی ہے۔ اور ایک فیصد اشرافیہ ملک کو چلا رہی ہے۔

آخری بڑی روکاوٹ ہم خود ہیں۔ جو اپنے بچوں کے لیے متحد ہو کر اس انگریزی نظام تعلیم کے متعلق آواز نہیں اٹھاتے۔ ہم اپنی نسلوں کو اپاہج بنا رہے ہیں جو نا ٹھیک طرح اردو لکھ پڑھ پا رہے اور نا ہی انگریزی۔ پرائیویٹ نظام تعلیم کے ذریعے بڑے پیمانے پر ایسے افراد کو تیار کرنا ہو گا جو ذہنی و علمی سطح پر اپنی توانائیاں صرف کریں۔ عام عوام کو انگریزی کے بے جا تسلط سے چھٹکارے کے لیے آگہی دینی ہو گی۔ وفاقی و صوبائی قوانین کا ترجمہ تجارتی معاملات، عدالتی فیصلے اردو میں لکھنے اور شائع کرنے ہوں گے۔ تمام نصاب کی کتب اپنی زبان میں ترجمہ کرنے اور اردو زبان کو ہی ذریعہ تدریس بنانا ہو گا۔ میری تحریر کا لب لباب یہ ہے کہ پہلے اردو کو سرکاری زبان کا درجہ دے کر ہر شعبہ ہائے زندگی میں روح کی طرح جاری و ساری کرنا ہو گا۔ اردو ہندوستان میں مسلمانوں کے شاندار اور تابناک ماضی کی آئینہ دار ہے اور پاکستان میں روشن اور خوش کن مستقبل کا اظہار بھی۔ اردو اپنے دامن میں فصیح و بلیغ معنی و مطالب اور مفہوم رکھتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ قائد کے فرامین اور پاکستان کی ترقی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اردو کو پاکستان میں اس مقام و مرتبہ کے ساتھ نافذ کیا جائے کیونکہ اس کے بغیر ترقی کا عمل ناپید ہوتا جا رہا ہے۔

لاہور ڈویژن کے تمام اضلاع اور ضلع لاہور کے ٹاونز میں تنظیم سازی مکمل کی جائے گی۔

7 مئی 2023 کو آن لائن اجلاس کے فیصلے

لاہور۔ تحریک نفاذ اردو لاہور ڈویژن کے عہدیداروں کا ماہانہ ان لائن اجلاس زوم کے ذریعے ۷ مئی رات ۸ بجے منعقد ہوا۔ جس میں مرکزی صدر عطاء الرحمن چوہان، لاہور ڈویژن کے صدر عمران یوسف، صوبائی صدر محترمہ افشیں شہریار، نائب صدر لاہور ڈویژن ڈاکٹر عابدہ بتول، محترمہ مریم راشد، جناب سجاد حیدر، صوبائی نائب صدر رفیق بھٹی، نائب صدر لاہور منشایاد، محترمہ افشاں کیانی، معتمدہ لاہور ڈویژن محترمہ روزینہ بٹ شریک تھیں۔ اجلاس کا آغاز حافظہ تہذیب راشد کی تلاوتِ قرآن سے ہوا۔ اجلاس میں طے پایا کہ لاہور ڈویژن اور ضلع لاہور کی تنظیم میں جو عہدے ابھی خالی ہیں، ان پر 30 مئی تک مناسب افراد کی تقرریاں کی جائیں۔ لاہور ڈویژن کے تمام اضلاع میں تنظیم سازی 30 جون تک مکمل کی جائے اور لاہور ضلع کے کم از کم چھ ٹاونز میں 30 جون تک تنظیم سازی مکمل کرلی جائے۔ یہ بھی طے پایا کہ لاہور ڈویژن کی معتمد محترمہ روزینہ بٹ کو لاہور ڈویژن کے بجائے ضلع لاہور کی معتمدہ کی ذمہ داری تفویض کی جائے تاکہ وہ پوری یکسوئی سے اپنے ضلع میں کام سنبھال سکیں۔ اس دوران لاہور کی جامعات اور دینی مدارس میں رابطہ کرے تنظیم سازی اور ان کے ساتھ مل کر کام کر

نے کے لیے یاداشتوں پر اتفاق کیا جائے۔ یہ بھی طے پایا کہ ماہانہ اجلاس کسی مرکزی جگہ پر رکھا جائے تاکہ سب کی شرکت آسان رہے البتہ آن لائن اجلاس پندرہ روزہ منعقد ہونا چاہیے تاکہ تنظیمی فیصلوں پر عمل درآمد کا جائزہ لیا جاتا رہے۔

دفتری حکم نامے
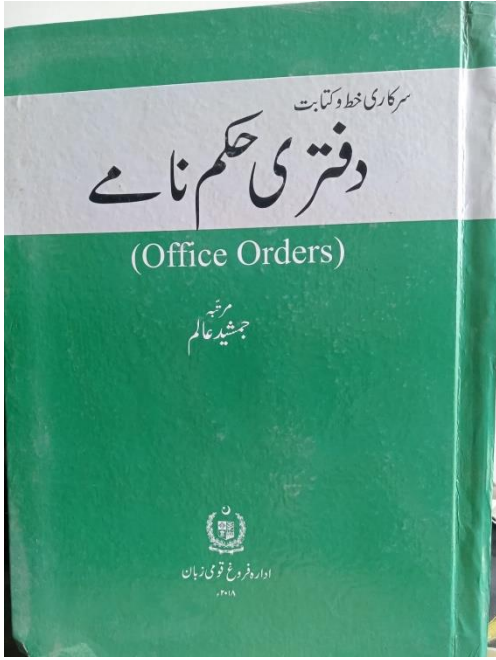
تبصرہ: محمد اسلم الوری

آئین پاکستان کی دفعہ ۲۵۱ قومی زبان اردو کو ریاست پاکستان کی سرکاری زبان کے طور پر رائج کرنے کا تقاضا کرتی ہے لیکن افسوس کہ اس آئینی شق پر آئین و جمہوری اقدار پر سختی سے عمل کرنے والی کسی بھی بر سرِ اقتدار آنے والی سیاسی و غیر سیاسی حکومت نے عمل نہیں کیا۔ نفاذ قومی زبان کے لیے محبان اردو کی ربع صدی پر پھیلی طویل اور صبر آزما قانونی جدوجہد اس وقت بارآور ثابت ہوئی جب ۸ ستمبر ۲۰۱۵ء کو عدالت عظمٰی کے تین رکنی بینچ نے چیف جسٹس جواد ایس خواجہ کی سربراہی میں حکومتِ وقت کو اردو کو آئین پاکستان کے عین مطابق فوری طور پر، بلا تاخیر اور پوری قوت سے مملکت کی سرکاری زبان بنانے اور ماضی میں مختلف حکومتوں کی جانب سے کیے گئے عہد و پیمان کے مطابق اقدامات کرنے کا حکم دیا۔ افسوس کہ عدالت عظمٰی کے اس حکم پر بھی ابھی تک کوئی پیشِ رفت دیکھنے میں نہیں آئی اور اس کی سب سے بڑی وجہ خود عدالت عظمٰی اور اس کے ماتحت عدالتی افسران کی طرف سے خود اپنے فیصلے کی کُھلم کُھلا خلاف ورزی اور آئین شکنی کی روش ہے۔ تاہم یہ امر باعث اطمینان ہے کہ اس دوران تحریک نفاذ اردو اور نفاذ قومی زبان کے لیے متحرک دیگر تنظیموں کی مسلسل جدوجہد کے نتیجہ میں عام بول چال اور خاص طور پر سماجی ذرائع ابلاغ میں قومی زبان اردو کے استعمال میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ مزید بر آں نفاذ قومی زبان کے ذمہ دار بعض اداروں، خاص طور پر سابقہ مقتدرہ قومی زبان جس کی خود مختارانہ حیثیت ختم کر کے وفاقی وزارت تاریخ و قومی ورثہ کے زیرِ انتظام محکمہ فروغ قومی زبان کا نام دیا گیا ہے، کی طرف سے بعض قابل قدر اقدامات سامنے آئے ہیں۔ مختلف دفتری امور پر سرکاری ملازمین کی سہولت و رہنمائی کے لیے کابینہ ڈویژن کے سابق جوائنٹ سیکریٹری اور نفاذ اردو کے عمل میں روز اول سے شریک ممتاز ماہر قومی زبان جناب سید جمشید عالم کی مُرتبہ متعدد رہنما کتب کی اشاعت و تقسیم اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔ آج ہم اسی سلسلہ کی ایک اہم رہنما کتاب "سرکاری خط و کتابت: دفتری حکم نامے" کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں۔

۲۴ مختلف عنوانات کے تحت دفتری حکم ناموں کے اردو انگریزی نمونوں پر مشتمل اس کتاب کا مطالعہ انگریزی یا اردو زبان میں ابلاغی صلاحیت سے محروم کسی بھی دفتری معاون یعنی آفس اسسٹنٹ سے لے کر وفاقی سیکریٹری یا معتمد تک اپنے ہر قسم کے روز مرہ دفتری احکامات کا مسودہ (ڈرافٹ) تیار کرنے اور مناسب جانچ پڑتال اور منظوری کے بعد اسے جاری کرنے میں بے حد معاون و مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ کتاب کے ابتدا میں دفتری حکم نامہ

۔تعارف کے عنوان سے دفتری حکم ناموں کی اقسام، دفتری طریق کار، حکم نامہ کے مقاصد، داخلی ہدایات، انتظامی ومالیاتی امور کے بارے ہدایات، داخلی کمیٹیوں کی تشکیل، سول افسران اور اسکیل ۱ تا ۱۵ سے متعلق معاملات اور دفتری حکم نامہ کے بنیادی لوازمات کا مختصر تعارف کراتے ہوئے کابینہ ڈویژن کی طرف سے سرکاری ملازمین کے لیے جاری کردہ ہدایات معتمدی (سیکریٹریٹ انسٹرکشنز) کو بارہ مختلف موضوعات کے تحت نہایت آسان خوبصورت پیرائے میں پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔

اگلے ابواب میں درج ذیل عنوانات پر دفتری حکم نامے (آفس آرڈرز) تیار کرنے سے متعلق رہنمائی فراہم کی گئی ہے:

دفتر میں تعمیل کے لیے داخلی ہدایات، داخلی اجلاس، ابتدائی تقرر، تقرر بذریعہ تبادلہ، اضافی چارج تقرر، رواں چارج تقرر، مستعار خدمتی / ڈیپوٹیشن اسامی پر تقرر، اجرت کی بنیاد پر تقرر، تقرر بذریعہ ترقی، آزمائشی مدت، مستقلی، حق مراجعت / واپسی، داخلی تعیناتی / تبادلہ، بیرون ملک تعیناتی اور واپس تبادلہ، رخصت، خفیف اور شدید سزائیں، تنخواہ والاؤنس، فرائض منصبی / ڈیوٹی سے سبکدوشی، سرکاری ملازمت سے استعفیٰ، ملازمت سے ریٹائرمنٹ، سرکاری ملازمین کی تربیت، حکم نامہ کی منسوخی / واپسی وغیرہ

کتاب کے آخر میں قارئین کی سہولت ورہنمائی کے لیے اشاریہ اور کتابیات بھی شامل ہیں۔ ہر عنوان پر دفتری حکم ناموں کے مختلف ذولسانی نمونے پیش کرنے کے ساتھ آخر میں ملازمین کی تربیت ویاد دہانی کی غرض سے کلیدی الفاظ (کی ورڈز) کے عنوان سے اس خاص قسم کی خط و کتابت میں انگریزی اور اردو میں مستعمل اہم الفاظ وتراکیب کی فہرست بھی شامل کی گئی ہے۔

11. Recording of Files

فائلوں کی ریکارڈ کاری

ریکارڈ کاری:

1. Recording:

کسی فائل میں غور کردہ تمام مسائل پر کارروائی مکمل ہونے کے بعد، اس فائل کو بند کرنے کے عمل کو ریکارڈ کاری کہتے ہیں۔

فعال فائل:

2. Active File:

کوئی فائل جس خصوصی کارروائی/مقصد کے لیے کھولی گئی تھی، اس کے مکمل ہونے تک فعال رہتی ہے۔

غیر فعال فائل:

3. Non-current File :

کوئی فائل اس تاریخ کو غیر فعال ہو جاتی ہے جب اس فائل میں آخری مراسلہ وصول ہوتا ہے یا اس فائل سے آخری مراسلہ جاری ہوتا ہے یا اس فائل پر آخری نوٹ تحریر کیا جاتا ہے۔

زُمرہ بندی:

4. Categorisation:

فائلوں کو اس نقطہ نظر سے مختلف زُمروں میں تقسیم کرنا کہ انھیں کتنی مدت کے لیے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔

زُمرہ/ کیٹیگری۔الف

* Category - A

عام طور پر مندرجہ ذیل نوعیت کا غیر فعال ریکارڈ اس زُمرہ/کیٹیگری میں شامل ہوگا:

(۱) مستقل اہمیت کا بے حد ضروری اور نا قابل تبدیل/ نا قابل تلافی ریکارڈ جس کی بڑی احتیاط سے حفاظت کی جائے؛ اہم پالیسی معاملات پر مباحث؛ احکام، قانون سازی اور قواعد وضوابط کی حامل فائلیں؛

(۲) طویل مدت تک، اہم نظائر کے طور پر استعمال کیے جانے والے احکامات کی فائلیں؛

(۳) اہم افراد سے متعلق فائلیں جنھیں مستقل رکھنا ضروری ہو؛

(۴) مملکتی دستاویزات مثلاً غیر ملکوں کے ساتھ سمجھوتے، عہدنامے وغیرہ؛

(۵) ایسی فائلیں جو ملک کی تاریخ تحریر کرنے میں اہمیت کی حامل ہوں؛

(۶) تاریخی اور تحقیقی قدر و قیمت کی حامل فائلیں؛

(۷) کسی سرکاری دفتر کی طرف سے شائع کردہ ہر مطبوعہ کی ایک کاپی؛

۶۹

کتاب کے مؤلف جناب جمشید عالم نے اس موضوع پر ماضی میں شائع ہونے والی پرانی کتب کی خامیوں سے اجتناب کرتے ہوئے نئے حکم ناموں کے اردو انگریزی نمونے اس میں شامل کیے ہیں۔ نامانوس، مشکل اور متروک الفاظ وتراکیب اور عربی فارسی کی مشکل اصطلاحات کے استعمال سے گریز کرتے ہوئے آسان اور مستعمل الفاظ اور مانوس انگریزی اصطلاحات کو شامل کیا گیا ہے۔ دفتری حکم ناموں کے نمونوں میں سرکاری ملازمین کی اپنے موجودہ عہدوں سے گہری انسیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان مناصب کے مروجہ انگریزی ناموں ہی کو برقرار رکھا گیا ہے۔

یہ معاون کتب اگرچہ محکمہ فروغ قومی زبان کی ویب گاہ پر موجود ہیں لیکن اس رہنما کتاب کی مطبوعہ شکل میں ہر سرکاری دفتر میں فراہمی اور ہر سرکاری ملازم تک اس کی رسائی کے لیے سرکاری سطح پر فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔ ہمیں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب سرکاری ملازمت سے وابستہ افراد کے لیے قومی زبان اردو میں اپنے سرکاری فرائض منصبی کی بہتر انجام دہی میں انتہائی مدد و معاون ثابت ہوگی۔
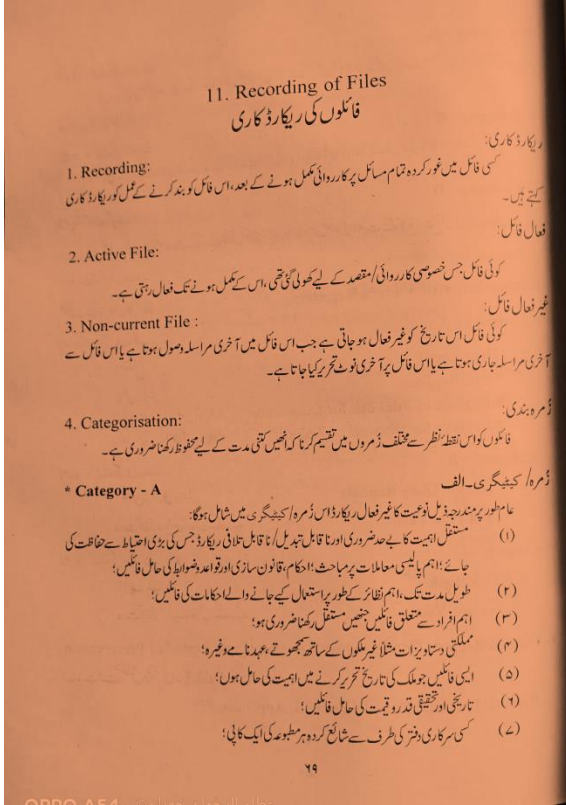
محمد اسلم نشتر بگھورا دھیکو

پھیلی ہر سو اردو اردو
ربط من و تو اردو اردو
پہچان ہماری دنیا میں
تھے رنگ اور بو اردو اردو

فارسی عربی ہندی سکرت
سنواریں گیسو اردو اردو
دلکش نغمہ سنگیت عجم
لفظ خوبرو اردو اردو

تنظیم نفاذ اردو کی
جستجو جستجو اردو اردو
لالہ عنبریں نرگس چمپا
گل رو گل رو اردو اردو

پربت چشمہ صحرا قلزم
اب جواب جو اردو اردو
بستی بستی ہنستی بستی
سرخرو سرخرو اردو اردو۔۔

عشاق کی لیلی ہیر یہی
لے جان لہو اردو اردو
لہجوں کی ضیا کلیوں کی چٹک
خوشبو خوشبو اردو اردو

من میں تھے کہ اے میت میرا
بولے دوبدو اردو اردو
میخواروں کی محفل میں نشتر
تھے جام و سبو اردو اردو

اردو زبان ہماری عدم توجہی کا شکار لیکن کیوں . ؟ سعدیہ اجمل، فیصل آباد

اجلاس کے دوران ادارہ کے سربراہان صاحبان نے ہمیں مطلع کیا کے بہت اعزاز کی بات ہے کہ ہمارے ادارہ میں بہت قابل اعلی ڈگری یافتہ استاد کا اضافہ ہورہا ہے جسے انگریزی زبان پے بہت عبور حاصل ہے۔ اجلاس کا بیشتر حصہ انگریزی زبان کی اہمیت وافادیت ہی رہی۔۔

اگلے دن اختتام اسمبلی ہمیں اجلاس کی دعوت دی گئی تمام اساتذہ صاحبان کے سامنے نئے چہرے کا تعارف کروایا ان کے بارے اور مبالغہ آرائی؛ انگریزی زبان پے کمال مہارت سننے کو ملی۔

اپنے اپارٹمنٹ کی بالکونی پے چائے کا کپ ہاتھ میں لیئے دور آسمان پے نظر حلق میں چائے کے گھونٹ اتارتے ہوئے میرا ذہن آج کی گزری ادارہ اجلاس پے تھا یا یہ کہنا غلط نہیں ہو گا

اجلاس سے زیادہ دماغ انگریزی زبان رکھنے پے عبور کی اہمیت پے تھا۔۔۔۔۔۔

چائے کا خالی کپ میز پے رکھتے ہوئے میرا ذہن اب محور فتار ماضی تھا ہمارا وقار؛ ہماری آزادی؛ ہماری قومی زبان اردو کو ہم نے کہاں لا کھڑا کیا ہے۔ ایک اردو مضمون پے عبور کیا بندہ ہمارے اداروں میں بہت عام سمجھا جانے لگا ہے اس کا تعارف کروانا ہمارے لیئے عام سی بات ہے بلکہ اگر میں کہوں ادارہ اپنے لیے شرمندگی کا باعث سمجھتے وجہ والدین انگریزی سے متاثر ہوتے ہیں غلامی کی زنجیروں اپنے وقار اپنی پہچان کو پس پشت ڈال کر انگریزی پے عبور کو ہمارے معاشرے حتی کے تعلیمی اداروں میں اسے بہت قابل ستائشی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔

میں پوچھتی ہوں کیا ہم اس قدر بے حس ہو چکے ہیں؟ کیا اس قدر ناقص عقل ہو چکے ہیں غلامی کی زنجیروں میں جھکڑنا ہمارے لیئے باعث فخر بن چکا ہے؟ خدارا اس بیماری سے بچیں یہ مخلق ترین بیماری ہے ہماری آنے والی نسلوں کو برباد کردے گی ہماری پہچان ہمارا وقار ہماری سالمیت پے گہرے نقش چھوڑ جائے گی اس کا علاج ہمیں کرنا ہو گا اردو ہماری قومی زبان ہیں اسکی اہمیت کو جگانا ہو گا۔ تعلیمی ادراوں کے مالکان؛ سربراہان سے گزارش ہے اپنے آپ کو پہچانو اور ہمارے ملک کی نسلوں کو ہماری پہچان ہماری قومی زبان پے فخر کرنا اجاگر کروائے۔ ہماری نسلوں کو سنوارنے یا بگاڑنے کا بہت بڑا ہاتھ ہے ہمارے تعلیمی ادارے ہماری عدلیہ؛ ہمارا قانون کو اس پے غوروفکر کرنے کی ضرورت ہے۔

اپنی پہچان ہی ہم نہ رکھ پائے تو ہم کیسے مضبوط قوم بن سکتے ہیں۔ اپنی ذات سے آغاز کرے خود کو اپنی پہچان دو۔ قطرہ قطرہ مل کر دریا بنتا ہے آواز اٹھائے انگریزی کے خلاف ہمیں یہ گورا نہیں ہم غلامی کا لبادہ اوڑھے ہم قائد آعظم کے پیروکار ہیں ہم انگریزی کا تسلط ختم کرکے اردو زبان نفاذ کے لیئے کوشاں ہیں۔

شہد وشکر سے شیریں اردو زبان ہماری۔ خداوند سے دعا ہے اللہ پاک ہمارے لیئے آسانیاں پیدا فرمائیں آمین ثما آمین

نفاذِ قومی اردو زبان۔۔۔اردو زبان کی اہمیت

نیلم حمید (کراچی)

اردو ہماری قومی زبان ہے۔ جو میٹھی اور خوبصورت ہے۔ یہ ہی وجہ ہے۔ کہ جو شخص خوبصورتی اور روانی سے اردو بولتا ہے۔ اسکی بات سننے میں لطف اور مزا آتا ہے۔ زبان اظہار رائے کا سب سے بہترین اور حسین زریعہ ہے۔ ہمیں اپن قومی زبان پر فخر ہے۔ اور کسی بھی قوم کی زبان اس کی تہزیب و ثقافت کا آئینہ دار ہوتی ہے۔ بلکہ اتحاد و ترقی کی ضامن ہوتی ہے۔

اقوامِ عالم میں زبان ہمیشہ سے ایک حساس موضوع رہا ہے۔ اکثر اقوام اپنی قومی زبان پر فخر کرتی ہیں۔ اور پختہ یقین رکھتی ہیں کہ قومی اتحاد اور یک جہتی کے ساتھ ترقی کا ایک زریعہ بھی ہے۔ قومی زبان میں تعلیم ہے۔ پاکستان کے عوام بھی اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ پاکستان کی سالمیت اور اتحاد کی ایک اہم علامت قومی زبان ہے۔ بھارت کی چھٹی جب کہ پاکستان کی پانچویں بڑی زبان اردو ہے۔

اردو کو بامِ عروج تک پہنچانے میں شاعروں، دانشوروں اور ادیبوں کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ پوری دنیا میں خالص اردو بولنے والوں کی تعداد گیارہ کروڑ سے زائد ہے۔ ہر لحاظ سے اردو دنیا کی نویں بڑی زبان ہے۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے فرمایا "پاکستان کی قومی زبان صرف اردو ہو گی۔"

اردو زبان کو تمام پاکستانی صوبوں میں سرکاری زبان کی حثیت حاصل ہے۔ پاکستان وہ خوش قسمت ملک ہے۔ جسے علاقائی زبانوں کے علاوہ ایک قومی زبان ورثے میں ملی ہے۔

بابائے قوم محمد علی جناح نے اردو کو قومی اور ملی اہمیت و افادیت اور ہمہ گیری کے پس منظر میں اردو کو قومی زبان قرار دیا۔ قومی زبان کا نفاذ اس کے رواج یعنی ترویج کو آہنی تحفظ فراہم کیا۔ کوئی زبان بری نہیں ہوتی مگ قومی زبان کا نفاذ اس کے تمام تر تقاضوں کے مطابق قومی فرض ہے۔

اللہ تعالٰی نے انسان کو بہت سی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ ان نعمتوں مں ایک نعمت زبان بھی ہے۔ یہ زبان دو دھاری تلوار کے مانند ہے۔

اگر اسے اللہ کی اطاعت مثلاً قرآن کریم کی تلاوت کریں نیکی کا حکم دیں، برائی سے روکنے۔ مظلوم کی مدد وغیرہ کرنے میں استعمال کیا جائے تو وہ یہ ہی کام ہیں جو ہر مسلمان سے مطلوب ہیں۔ اور اعمال خیر میں استعمال کرنا ہے۔

اس عظیم نعمت پر اللہ کا شکر ہے۔ اردو زبان کے نفاذ میں جو سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ وہ انگریزی اوا اردو کی بات ہے

مگر پس پردہ یہ بھی غیر محسوس طریقے سے یہ باآور کرایا جارہا ہے کہ اردو مسلمانوں کی زبان ہے۔۔

پھر اگر نکتہ چیں اپنے پھیلائے ہوئے نکتوں پر رس بھرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں کہ تعلیم اگر اردو میں دی جائے گی تو ہم کیسے ترقی کرینگے۔ جدید علوم تو صرف انگریزی زبان میں ہی ہیں۔

ان علوم کے بغیر ترقی کیسے ممکن ہے۔ برصغیر ہند میں مسلمانوں کے رابطے کا زریعہ اردو ہی تھا۔ یقیناً اردو نہ ہوتی تو تقسیم بھی نہ ہوتی اور پاکستان بھی نہ ہوتا۔ اردو نے پاکستان کو ممکن بنایا۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر زبانیں تعطل کا شکار ہو جائیں تو یا ان کے دائرہ کار پر ارادتاً پابندی کر دی جائے تو اپنی زبانیں دنیا میں زندہ نہ رہیں مگر ہم کسی احساسِ کمتری اور غلط فہمی میں مبتلا ہی نہیں کہ اردو زبان بطور دفتری زبان نافذ کرنے میں ٹال مٹول کر رہے ہیں۔ وطنِ عزیز میں فوری طور پر نفاذِ اردو کا ایک جامع منصوبہ ترتیب دینا چاہیے۔ تاکہ انگلش کے تکلیف دہ جھنجٹ سے نجات پا سکیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بطور پاکستانی اپنی زبان کو اردو میں فروغ دیں۔ قومی زبان کو یہ حق دیں کہ بطور سرکاری زبان اردو کو استعمال کیا جائے۔

نفاذِ قومی اردو زبان کیسے ممکن ہے؟۔

قومی زبان اردو کا نفاذ ہمارے قومی اتحاد یکجہتی اور معاشی ترقی کی ضامن اور دفاعی حکمتِ عملی میں کلیدی اہمیت رکھتی ہے۔ تعصب کی عینک اتار کر پاکستان میں تمام تر زبانیں بولنے والے اگر اردو سے دلی محبت کرنے لگیں تو یہ ملکی اتحاد کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ نفاذِ اردو میں تاخیر سے حکمرانوں اور عوام میں بداعتمادی پیدا ہو رہی ہے اور فاصلے بڑھ رہے ہیں۔ جو عدل کے حصول اور ملک کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ طالبِ علم اور اساتذہ سے اپیل ہے۔ کہ وہ نفاذِ اردو کے لیے آگے آئیں۔ تاکہ عوام کو ان کے بنیادی آئینی حقوق مل سکیں ۔ ان شاء اللہ سے امید ہے کہ پاکستان میں نفاذِ اردو کی منزل قریب ہی ہے، اور ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری حکومت کو اردو بولنے اور رائج کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

"اردو ہے میرے نام میں خسرو کی پہیلی۔"

"میں تیری ہمراز ہوں غالب کی سہیلی۔"

"اردو ہے جس کا نام ہم جانتے ہیں داغ

سارے جہاں میں دھوم ہے ہماری"

"بات وہ کرے تو ہر لفظ میں خوشبو آئے۔

ایسی بولی وہ ہی بولے جسے اردو آئے"

طرحی غزل

عبدالواحد تنویر راویری امبر ناتھ، ممبئی

ذوقِ شعر و سخن سدا رکھئے

خود کو اردو سے آشنا رکھئے

حسبِ سابق غزل سرائی کا

یوں ہی جاری یہ سلسلہ رکھئے

کم نہیں یہ بھی خدمت اردو

شعر گوئی کا مشغلہ رکھئے

پیچھے مڑ کر نہ دیکھئے ہرگز

آگے بڑھنے کا حوصلہ رکھئے

جانے کب اس کی یاد آ جائے

خانہء دل کا در کھلا رکھئے

فکر دنیا کو چھوڑ کر خود کو

فکر عقبا میں مبتلا رکھئے

یا خدا سب کی مغفرت کر دے

عاصیو! لب پہ یہ دعا رکھئے

نظم فطرت کا یہ تقاضا ہے

جذبہء عشق بر ملا رکھئے

عابدو! محو بندگی ہو کر

رب سے روحانی رابطہ رکھئے

عدل کا خون کر چکے عادل

"اب عدالت سے کیا روا رکھئے"

ظلمت غم میں آس کا تنویرؔ

ٹمٹماتا ہوا دیا رکھئے۔

انتخاب: پروفیسر عبدالقیوم جوہر، ڈیرہ مراد جمالی

غزل۔۔ بنیامین گلگت

اپنے حصے میں جام ہو جائے

پھر اک تازہ کلام ہو جائے

یوں نہ دیکھو ہمیں قباہ سے تم

چھپتے چھپتے سلام ہو جائے

یوں نہ جاو میرے اجالوں سے۔

ہمیں دن میں ہی شام ہو جائے۔

آپنے حصے کا ڈس لو آنکھوں سے۔

کام میرا تمام ہو جائے۔۔

بند ہیں گلیاں تیرے میخانے تک۔

جم اے جمشید جام ہو جائے

میرا رشتہ تھے بس انکی گلی سے۔

چھولوں مٹی تو کام ہو جائے۔

تیری ان تک پہنچ نہیں تھے امین

کیونہ یہ خاص عام ہو جائے۔

"نفاذِ اردو" تحریک نفاذ اردو پاکستان کا ترجمان مجلہ، آپ کے تعاون سے مصروف جدوجہد ہے۔ آپ کا قلمی تعاون اس پیغام کو عام کرنے کا ذریعہ ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اپنی تحریریں ہر ماہ کی پندرہ تاریخ تک ارسال کر دیا کریں تا کہ اگلے ماہ کی اشاعت میں شامل ہو سکیں۔

نفاذ قومی زبان اردو ایک نظر انداز پہلو ہے۔ انگریزی کا زہر ہمیں خوشنما پیالے میں پیش کیا جا رہا ہے اور پوری قوم زہر کو تریاق سمجھ کر پیئے جا رہی ہے۔ حد تو یہ ہے کہ قوم کے صلحاء و ادباء تک اس زہر خوانی میں دوسروں سے سبقت لیے جا رہے ہیں۔ نصاب تعلیم (انگلش میڈیم) کے نام پر ہماری نسلوں کو قومی زبان سے محروم کیا جا رہا ہے۔ انگریزی کو ترقی کے نام پر مسلط کر دیا گیا ہے۔

اپنا قلم اٹھایئے اور قوم کو بتایئے کہ انگریزی علم نہیں محض ایک زبان ہے، جس کو سیکھنے میں تو حرج نہیں لیکن اسے ذریعہ تعلیم بنا کر اپنی قوم کو تباہ نہ کریں۔ حکمرانوں کو باور کروائیں کہ ملک اور قوم قومی زبان اختیار کیے بغیر ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتی۔ دنیا کی تمام قوموں نے اپنی زبان اختیار کر کے علم حاصل کیا اور ترقی کی منزل پائیں۔